سفر
حلیمہ شمروز

یہ ناول ان لوگوں کے نام جو رزق کے حصول کے لیے غیر قانونی طور پر یورپ کا سفر کرتے ہیں اور سمندر کی لہروں کی نظر ہو جاتے ہیں۔ یہ ناول ان لوگوں کے لیے جو آج بھی محبت کو ایک عظیم جذبہ سمجھتے ہیں اور اپنے محبوب کا احترام کرتے ہیں۔ یہ ناول ان لوگوں کے لیے جن کے اپنے قریبی لوگ "بریکرز" اور اجنبی لوگ "ہیلرز" ہوتے ہیں۔

سفر

(حلیمہ شمروز)

(حصہ اوّل)

جنوری ۲۰۲۴

الیتھیا (Aleathea) پلاکا کی تنگ مگر خوشنما گلیوں سے گزرتے ہوئے اپنے پسندیدہ مقام میلینا مرکوری کیفے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ دونوں اطراف میں خوش رنگ عمارتیں تھیں۔ معمول کے مطابق گہما گھمی تھی۔ جنوری کا مہینہ تھا اور ہلکی ہلکی بوندا باری جاری تھی۔ ایلیتھیا نے کریم کلر کا بلاوؤز زیب تن کیا ہوا تھا۔ ساتھ چائے رنگ کا ٹراؤزر اور اسی رنگ کا لمبا کوٹ کندھوں پر پڑا تھا۔ سنہرے بھورے بال کچھ کروز کے ساتھ پیچھے کمر پر گرے تھے۔ اور بائیں ہاتھ میں چاکلیٹ کلر کا ہینڈ بیگ تھا اور دائیں ہاتھ میں دو کتابیں موجود تھیں۔ اس کی سبز آنکھیں راستے کا تعاقب کر رہی تھیں۔

وہ کیفے میں داخل ہوئی اور ایک کونے میں موجود میز پر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئ۔ کیفے کی دیواروں پر میلینا مرکوری کے پوسٹرز اور فوٹو گریفز تھے۔ یہ ایک میوزیم طرز کا ہی کیفے تھا جو کہ میلینا مرکوری کی یاد میں ان سے وابستہ کیا گیا تھا۔ کیفے کے باہر کی جانب بھی بیٹھنے کی سہولت موجود تھی۔ الیتھیا نے اپنے لیے کافی آڈر کی۔ اور اپنے سامنے ایک کتاب کھول لی۔ اُس نے ایک سپ لیا۔ نظریں سامنے کتاب پر جمی تھیں۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"کسی نے دھیمے لہجے میں التجا کی۔
الیتھیا نے کتاب سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔
سامنے ایک سانولے رنگ کا چھ فٹ کا نوجوان کھڑا تھا۔اسکی عمر شاید بیس سے پچیس کے درمیان ہو۔اس نے سفید ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔سیاہ رنگ کی جینز اور اوپر نیلے رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔اس کا لباس دُھلا تھا مگر اڑے رنگ سے لگتا تھا کہ کافی عرصے سے استعمال میں ہو۔اسکی آنکھیں شہد رنگ کی تھیں۔چہرے پر موجود داڑھی تھوڑی سے لمبائی میں زیادہ اور گھنی تھی۔اس کے بائیں آبرو پر ایک کٹ کا نشان تھا۔
"شیور!"الیتھیا نے رسپانس کیا۔
وہ الیتھیا کے سامنے والی کرسی کے برابر والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔اس نے اپنے لیے کافی کا آڈر دیا۔تھوڑی دیر میں میز پر اسکی کافی موجود تھی۔وہ گھونٹ گھونٹ کافی خلق میں اتارنے لگا۔اسکی نظریں سامنے میز پر تھیں۔کبھی اک نگاہ اٹھا کر داخلی دروازے پر بھی ڈال دیتا۔وہ مضطرب دکھتا تھا اور مسلسل بائیں ٹانگ کو حرکت دے رہا تھا۔
الیتھیا نے اپنا دھیان کتاب پر مرکوز کرنے کی کوشش کی۔کیفے میں باقی ٹیبلز پر موجود لوگ دھیمے دھیمے گفتگو کر رہے تھے۔کافی اور کتاب کی خوشبو مکس ہونے لگی۔
"کیا میں یہ کتاب لے سکتا ہوں؟"الیتھیا کے کانوں میں وہی آواز پھر گونجی۔
الیتھیا نے ایک بار پھر کتاب سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔سامنے والے کی نظریں سوالاً میز پر موجود دوسری کتاب پر تھیں۔
"شیور!"الیتھیا نے وہی جواب دہرایا۔
اس اجنبی شخص نے کتاب اٹھالی اور چہرے کے سامنے کر دی کہ اس کا چہرہ مکمل کتاب کے پیچھے چھپ گیا۔اب صرف کتاب کے سیاہ کوَر پر "دانائیٹ سرکس" لکھا نظر آ رہا تھا۔
اس نے دوبارہ اپنا دھیان اپنے سامنے کھلی کتاب پر مرکوز کرنے کی کوشش کی مگر ذہن دوبارہ بھٹک کر کتاب کے پیچھے چھپے چہرے کی طرف چلا جاتا۔دراصل اسے مکمل تنہائی نہیں میسر تھی۔اس کے شعور میں تھا کہ کوئی اجنبی اس کے ساتھ ٹیبل شیئر کر رہا اور اب اسکی کتاب

لیے چہرہ چھپائے بیٹھا ہے۔ خیر! وہ تھوڑی دیر یہاں بیٹھے گی پھر اس نے ویسے بھی چلے جانا ہے۔
اچانک سامنے چہرے سے کتاب ہٹی جیسے اُس شخص نے نہایت تھک کر گرانے والے انداز میں کتاب نیچے کی ہو۔ اسکی نگاہیں اب بھی جھکی ہوئی تھیں۔ مگر اس نے جب کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کیا تو بلا ارادہ الیتھیا کی طرف دیکھا۔ بے چین شہد آنکھیں کھوجتی سبز آنکھوں سے ملیں۔ الیتھیا فوراً الرٹ ہوئی اور پہلو بدلا۔ دراصل یہ دوسری بار تھی کہ انکی نگاہیں ملیں ورنہ تعارفی نگاہ کے علاوہ اس شخص نے الیتھیا کی جانب کوئی نگاہ نہ کی تھی۔
"ایفحارستو!" (شکریہ) اس نے کتاب بند کر کے الیتھیا کی جانب بڑھائی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ سامنے کیش کی صورت بِل ادا کیا اور داخلی دروازہ عبور کر گیا۔ الیتھیا کی نِگاہوں نے دروازے تک اس کا تعاقب کیا۔ وہ اپنی نِگاہوں کی مصروفیت سے چونکی اور پھر کچھ خیال آتے ہی اس نے موبائل فون نکالا اور کافی کے پاس دونوں کتابیں رکھیں اور ایستھیٹک سی تصاویر لینے لگی۔ ساتھ کیفے کا بھی کچھ حصہ آتا۔ اس کے بعد اس نے سب سے بہترین تصویر اپنے انسٹا گرام اکاؤنٹ پر شیئر کر دی۔

****

الیتھیا جب "ایونجیلوز ہومز" میں داخل ہوئی تو دو ہونے کے قریب تھے۔ ایلینی صوفیا گھر پر ہی موجود تھیں۔ وہ کھانے پر الیتھیا کا ہی انتظار کر رہی تھیں۔ الیتھیا اُوپر اپنے روم میں گئی۔ اپنا بیگ اور کتابیں رکھیں۔ اور پھر سیڑھیاں اترتی نیچے آگئی۔ ایلینی صوفیا کھانے کی میز تیار کر چکی تھیں جہاں گیرو، سلاد اور وائن موجود تھا۔
"میری ابھی تھوڑی دیر پہلے ماریا سے بات ہوئی ہے۔ وہ بتا رہی تھی کی "نیو ہو رائزن بلڈرز" ایک اچھی کنسٹرکشن کمپنی ہے۔" انہوں نے کھانے کے دوران اسے بتایا۔
"میں نے اُنکی ویب سائٹ اور پروفائل دیکھی ہے۔ مجھے اُنکا کام پسند آیا ہے۔" انہوں نے اُسے مزید بتایا۔
"میں شام کو ہی انکے مینیجر سے ملوں گی اور اگلا لائحہ عمل طے کروں گی۔ تاکہ صبح سے کام شروع ہو جائے۔"

الیتھیا خاموشی سے کھانا کھاتے ہوئے ایلینی صوفیا کی گفتگو سن رہی تھی۔
ایونجیلوز ہومز دو منزلہ گھر تھا۔ دیواروں پر کریم کلر کا پینٹ ہوا تھا۔
دروازے، کھڑکیاں، بالکنیاں، ریلنگز، سب پر گہرا بھورا پینٹ تھا۔ بالکنیاں اور ریلنگز سر سبز پودوں اور پھولوں سے سجی تھیں جن میں بوگیں ویلا بھی شامل تھا۔ داخلی دروازے کے پاس جیکا راندہ کا درخت تھا جو کہ جامنی پھولوں سے بھرا تھا۔ گھر کے باہر بھی گملوں میں پودے موجود تھے۔ یہ ایک خوب صورت گھر تھا مگر اب گھر کو نئے پینٹ کی ضرورت تھی۔ اور تھوڑا سا مرمت کا بھی کام تھا۔
"تم کہہ تھی کی تم اپنے روم کی دیوار پر کچھ پینٹ کروانا چاہتی ہو؟" ایلینی صوفیا نے اس سے پوچھا۔ اَب کی بار الیتھیا کی گفتگو میں دلچسپی بڑھی۔
"تو تم اپنا روم اَپنی پسند سے پینٹ کروا لینا" انہوں نے اسے اگاہ کیا۔
"اُوکے مام!" الیتھیا نے مسرور کن انداز میں وائن کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

******

"آفیسر! میں نہایت معذرت خواہ ہوں۔" ایک نوجوان جو کہ ستائیس اٹھائیس برس کا تھا نہایت عاجزی سے کہہ رہا تھا۔
"نہیں، تم اندھے تھے کیا؟ تمہیں دِکھتا نہیں ہے کیا کہ سڑک پر اور بھی گاڑیاں موجود ہیں۔" ایک درمیانی عمر کے شخص نے قدرے کرواہٹ سے کہا۔ وہ یونانی تھا اور لوکل بھی۔ اس کی آنکھوں میں اس شخص کے لیے سخت ناپسندیدگی تھی۔
"میں واقعی آپ کے اس نقصان پر کافی شرمندہ ہوں۔" اُس شخص نے معذرت سے کہا۔
پھر پولیس آفیسر کی طرف متوجہ ہوا۔ اصل میں شاہد بارش کی وجہ سے گاڑی پھسلی اور اِن کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔ میں معذرت خواہ ہوں۔" اس نے نہایت بے چارگی سے کہا۔
"تم لوگ نکل کیوں نہیں جاتے ہمارے ملک سے، ایک تو یہاں قدم جمائے بیٹھے ہو اور دوسرا ہمیں بھی سکون سے نہیں رہنے دیتے۔۔۔۔"
اس درمیانی عمر کے شخص نے دوبارہ کڑواہٹ انڈیلی۔
پولیس آفیسر اپنا کام کرنے کے بجائے تماشائی کا کردار ادا کر رہا تھا۔ آفیسر کی آنکھوں میں

بھی اس شخص کے لیے کوئی ہمدردی نہ تھی بلکہ وہ اُس یونانی شخص کی باتوں سے متفق نظر آتا تھا۔ انہیں شبہ تھا کہ یہ کوئی غیر قانونی مہاجر ہے۔ اُس نے اپنے لیگل کاغذات دِکھائے۔ یہ عمر الحسن تھا جو کہ ایک افریقی ملک کا عَرب باشندہ تھا۔ اس کے کاغذات لیگل تھے۔ پولیس آفیسر گاڑی کا معائنہ کرنے لگا اور عمر الحسن کو نقصان کا ازالہ کرنے کا بولا۔ عمر الحسن کے زیرِ استعمال ایک پک اَپ ٹرک تھا جو کہ ٹویوٹا ہائے لکس تھا جبکہ اس یونانی شخص کے زیرِ استعمال سیڈن ٹویوٹا کرولا تھی۔ اُس کی گاڑی پر ایک بارہ سنٹی میٹر کا سکریچ آیا تھا۔ جو کہ ایک میڈیم سائز سکریچ تھا۔ علاقہ بھی ایسا تھا جو سیاحت کے لیے مقبول تھا۔ تو اس حساب سے پولیس آفیسر نے عمر الحسن کو دو سو پچاس یورو جرمانہ بھرنے کو کہا۔ اُس نے لاچار وہ جرمانہ بھرا اور معاملہ سہل ہوا۔ وہ اپنے ٹرک میں آ بیٹھا۔ دور تک نظر دوڑائی مگر ناکام لوٹ آئی۔ وہ کہیں نہیں تھا جس کی تلاش میں نظر دوڑائی تھی۔ اُس نے ٹرک سٹاٹ کیا۔ وہ جانتا تھا کہ حادثہ اتنا بڑا نہیں تھا بلکہ یہ یونانیوں کی ناپسندیدگی تھی پناہ گزینوں کے لیے جہاں پولیس بھی مدد نہیں کرتی تھی۔

****

پیر کو الیتھیا نے میوزیم جانا تھا۔ اُس کے پاس فائن آرٹس میں بیچلر کی ڈگری تھی جس میں میوزیم سٹڈیز پر بھی فوکس کیا گیا تھا۔ وہ "میوزیم آف سِٹی آف ایتھنز" میں بطورِ اسسٹنٹ کام کرتی تھی۔ پیر سے جمعہ کام کے اُوقات ساڑھے آٹھ سے ساڑھے چار تھے جبکہ ہفتے کے روز نو سے دو بجے اور اتوار کو اسے آف ہوتا۔ آج سے ایونجیلوز ہومز میں کام شروع ہو جانا تھا۔ وہ صبح صبح میوزیم جانے سے پہلے قریبی کیفے Yiasemi میں کافی پینے آئی تھی۔ یہ کیفے سیڑھیوں پر موجود تھا۔ وہ گھونٹ گھونٹ کافی اندر اتارنے لگی۔ کچھ جنوری کی دھوپ کی حرارت تھی اور کچھ کافی کہ اس میں توانائی عود آئی۔ وہ ساتھ کیفے کی گھما گھمی سے بھی لطف اندوز ہو رہی تھی۔ قریبی ٹیبل پر ایک نوجوان جوڑا بیٹھا تھا جو ارد گرد سے بے نیاز کافی کے کپز سے اڑتی بھاپ میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں نا جانے کونسا جہان تلاش کر رہے تھے۔ ایک اور ٹیبل پر ایک سولو ٹریولر موجود تھا جس کے سامنے کچھ نقشے

اور گائیڈ بکس کھولے بیٹھا تھا۔ کچھ سیاح تصاویر کلک کر رہے تھے۔
سیڑھیوں سے دو لڑکے گزر کے گئے۔ الیتھیا کو محسوس ہوا کہ ایک کو وہ جانتی ہے۔
وہ دونوں بھی ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے۔ الیتھیا کو یاد آیا کہ یہ وہی اجنبی شخص تھا جو اسے میلینا مرکوری کیفے میں ملا تھا۔ الیتھیا نے بل پے کیا اور میوزیم کی طرف چل دی۔

****

اگلا پورا ہفتہ الیتھیا کا میوزیم میں گزرا تھا۔ گھر میں الیتھیا کے کمرے کے علاوہ باقی کام مکمل ہو چکا تھا۔ ہفتے کے روز جب وہ میوزیم میں تھی تو ایلینی صوفیا کا ٹیکسٹ اسے موصول ہوا۔ "تم آج اپنے روم کو پینٹ کرنے کے حوالے سے نیو ہورائزن بلڈرز کے پینٹر سے مل لینا۔" اس نے "اوکے مام" لکھ کر جواب سینڈ کیا۔
پھر جب اسے آف ہوا اور وہ گھر لوٹی تو پہلے "ستیچوئی اینڈ اسٹائل" جانے کا سوچا۔
ایلینی صوفیا "ستیچوئی اینڈ اسٹائل" میں موجود تھیں۔ یہ "ایو نجیلوز ہومز" کے ساتھ موجود عمارت میں نچلی منزل پر ایک شاپ تھی۔ ایلینی صوفیا ایک سیمسٹریس (Seamstress) تھیں۔
"ایلینی وہ تمہارے بارے میں سنجیدہ ہے۔" اُنکی دوست ماریا زیفیرین نے اپنی بات پر زور دیتے کہا۔
"جانتی ہوں" ایلینی نے تائید کی۔ "مگر میری زندگی میں اب کسی اور انسان کی گنجائش نہیں۔" ایلینی صوفیا نے حتمی لہجے میں کہا۔
ماریا زیفیرین اور رالہ اُوفیلیا ایلینی کی لڑکپن کی سہیلیاں تھیں۔ آج وہ دونوں ایلینی سے ملنے آئی تھیں۔
ایلینی اپنی آرام دہ چیئر پر بیٹھی تھیں۔ سامنے ورک ٹیبل پر جدید طرز کی سلائی مشین موجود تھیں۔ وہ ایک شرٹ کے گلے پر موتی ٹانک رہی تھیں۔ "ستیچوئی اینڈ اسٹائل" کی دیواروں پر ٹی پنک اور آسمانی رنگ کا پینٹ ہوا ہوا تھا۔ دیواروں پر بھورے رنگ کے آرائشی گلدان لٹکے تھے۔ جن میں ہرے پودے تھے۔ اور انکے ساتھ نارنجی پھول کھلے تھے۔ ایلینی صوفیا کی چیئر کے پیچھے موجود دیوار کے پاس دونوں اطراف شیلفز تھیں جن میں طے شدہ کپڑے موجود

تھے۔ سامنے دائیں طرف دیوار پر موجود شیلف میں دھاگے اور ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔ اس کے سامنے کٹنگ ٹیبل تھا۔ اور بائیں طرف آئرننگ ٹیبل موجود تھا۔ سامنے کی دیوار کے ایک طرف مجسمے تھے جن پر نمائش کے طور پر سلے لباس موجود تھے۔ کونے میں ایک دروازہ تھا جو چینجنگ روم کی طرف کھلتا تھا۔ ساتھ ہی ایک کاؤچ تھا جس پر ماریا زیفیرین اور رالہ اُوفیلیا بیٹھی تھیں۔ اُن کے سامنے گول میز پر کافی موجود تھیں۔ کھڑکی سے جنوری کے دھوپ اندر داخل ہو رہی تھی۔ ایک اسٹول پر ایک سفید بلی مزے سے دھوپ میں لیٹی تھی۔

"اگر تم الیکس جیسے انسان کے ساتھ سترہ برس گزار سکتی ہو تو، تو کائیدن جیسے انسان کے لیے تمہاری زندگی میں کیسے گنجائش نہیں۔" ماریا زیفیرین نے ایک اور ناکام کوشش کی۔

"میری زندگی میں صرف ایک شخص کی گنجائش تھی۔ الیکس کو تو میں نے جھیلا ہے۔" ایلینی صوفیا نے گلے پر موتی ٹانکتے آخری ٹچ دیتے کہا۔ پھر شرٹ کو سامنے رکھتے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

"وہ بھی سترہ برس۔۔۔۔۔۔۔۔" رالہ اُوفیلیا نے کافی کے کپ سے اڑتی بھاپ کو دیکھتے کہا۔

ایلینی صوفیا اب شرٹ کا دامن تیار کرنے لگیں تھیں۔ وہ اپنی دوستوں کے سوالوں کے جواب یوں دے رہی تھیں جیسے ان سے رینڈم کسٹرومرز سوال کر رہے ہوں نا کہ یہ انکی زندگی کے متعلق ایک اہم گفتگو ہو۔ ماریا زیفیرین اب تاسف سے ایلینی صوفیا کو دیکھ رہی تھیں جبکہ رالہ گھونٹ گھونٹ کافی اپنے اندر اتارنے لگی۔ اسٹول پر موجود بلی نے جمائی لی اور کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔

******

الیتھیا جب "ایونجیلوز ہومز" میں داخل ہوئی تو اس کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ تھا۔ اُس کا سامان اب نچلی منزل میں شفٹ ہو چکا تھا۔ وہ اپنے عارضی کمرے میں آئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر جوتوں کے تسمے کھولنے لگی۔

"میری زندگی میں صرف ایک شخص کی گنجائش تھی۔ الیکس کو تو میں نے جھیلا ہے۔" اُس کے کانوں سے دوبارہ ایلینی صوفیا کی آواز ٹکرائی۔

اس نے جوتے شُو ریک میں رکھے اور پاؤں میں آرام دہ سلیپرز لیے۔ اُس نے سفید بلاؤز کے ساتھ ڈارک براؤن سکرٹ پہنا تھا۔ بال ڈھیلے سے جوڑے کی شکل میں تھے۔ کانوں میں ننھے موتیوں والے سفید ٹاپس تھے۔ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں ایک نازک سنہرے رنگ کی رِنگ تھی۔ دائیں ہاتھ کی کلائی میں سنہرے رنگ کا نازک سا بریسلیٹ تھا۔ وہ شیشے کے سامنے آ رکی۔ اپنا عکس دیکھا اور پھر سبز آنکھوں میں جھانکا۔ وہاں ایک گہری اداسی تھی۔
ایلینی صوفیا اسکی بہت کیئر کرتی تھیں۔ اس کی ہر خواہش پوری کرتی تھیں۔ مگر اس سے کبھی کچھ شیئر نہ کرتی تھیں۔ اسی بات کا کرب اسکی سبز آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ ایلینی صوفیا ایک دوست بن کر اپنی زندگی کے تجربات اس سے شیئر کریں۔ اُسے علم ہو کہ اگر اسکی ماں کو کوئی غم ہے تو وہ اُنکی شیلڈ بنے۔ وہ اپنی ماں کے لیے مسرت کے بل تخلیق کر سکتی تھی۔ کیوں ایلینی صوفیا ہر غم خود تک محدود رکھتی تھیں اور اُسے اُنکی زندگی کے متعلق کوئی بات کسی اور تھرو پتا چلتی تھی۔
اُس نے ایلینی صوفیا کی ماریا اور رالہ سے ہونے والی گفتگو کا کچھ حصہ سُنا تھا۔ پھر وہ اندر شاپ میں داخل نہ ہو پائی تھی۔ واپس ایونجیلوز ہومز آ گئی تھی۔ اب دیوار گیر آئینے کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھی۔ اور ان سبز آنکھوں میں کیا نہ تھا؛ تاسف، اداسی، تپش، ملال، یاسیت۔۔۔۔۔۔
اچانک ڈور بیل بجی۔
وہ الرٹ ہوئی اور کمرے سے باہر آئی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔ اور ہال سے گزرتی داخلی دروازے کی طرف بڑھی اور یوں ہی میکانکی انداز میں دروازہ وا کیا۔
جب اُس نے بے تاثر آنکھوں سے جنوری کی دھوپ کی روشنی میں سامنے کھڑے شخص کا چہرہ دیکھا۔ فوٹو ریسیپٹرز نے اس روشنی کو الیکٹریکل سگنلز میں بدلا۔ جب ان سگنلز نے دماغ تک کا سفر کیا اور دماغ نے دو بار پیغام بھیجا تو الیتھیا کی بے تاثر آنکھوں میں یک دم حیرت اُبھری۔
سامنے موجود شخص کی شہد رنگ آنکھوں میں بھی حیرت ابھری تھی۔ اُس نے سیاہ جینز پر سیاہ ٹی شرٹ پہنی تھی۔ اوپر بادامی رنگ کا لمبا کوٹ تھا۔ گھنگریالے سیاہ بال آج بھی یونہی ماتھے پر پڑے تھے۔

"یہ ایونجیلوز ہومز ہے ؟"اُس شخص نے دوبارہ دیوار پر موجود نیم پلیٹ پر نظر ڈالتے کہا۔
"جی! یہی ہے" الیتھیا نے نا سمجھی سے کہا۔
"دراصل میں نیو ہورائزن بلڈرز سے ہوں۔ مس ایلینی صوفیا نے آج ایک کمرے میں پینٹنگ کے سلسلے میں چار بجے ملاقات کا کہا تھا۔"اس نے اپنی موجودگی کی وضاحت دی۔
"اووو"۔ الیتھیا کو جب معاملہ سمجھ آیا تو اس کے لب اوو کی صورت گول ہوئے۔
اس نے دروازہ مکمل کھلا چھوڑا اور خود سائیڈ پر ہوئی یعنی وہ اندر آ سکتا تھا۔
وہ اندر داخل ہوا۔ الیتھیا نے دروازہ بند کیا۔ اور اُوپری منزل کی طرف جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ وہ بھی اس کے ہمراہ ہوا۔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپری منزل پہ دائیں جانب کونے میں الیتھیا کا کمرہ موجود تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ کمرہ رہائشی سامان سے خالی تھا۔ وہاں اب ایک میز، بالٹی، برش اور دو اسٹولز تھے۔ اور وہاں پینٹ کے کچھ کریٹس بھی موجود تھے۔
وہ بھی الیتھیا کی ہمراہی میں اندر داخل ہوا تھا۔ الیتھیا نے دائیں دیوار کی طرف اشارہ کیا جس میں دروازہ موجود تھا۔
"یہاں! یہاں مجھے گاڈ اپالو کی مورل پینٹنگ بنوانی ہے۔ میں نے ایک سکیچ بنایا ہے۔"اس نے ٹیبل کی شیٹ کے نیچے سے ایک طے شدہ کاغذ نکالا۔ اور پھر اس کی طرف بڑھا دیا۔
اس نے وہ طے شدہ کاغذ کھولا۔ اس پر کچھ سیاہ سیاہی سے بنا تھا مگر وہ اس کی سمجھ میں آنے سے باہر تھا۔
"ماونٹ اولیمپس پر موجود گاڈ اپالو اور ان سے جڑے سب اوبجیکس بھی پینٹ ہونے چاہئیں۔" اس نے زبانی بھی بتایا۔
"اوکے" اس نے سکیچ طے کر کے اپنے کوٹ کے جیب میں رکھا۔ پھر وہ بغور دیوار کو دیکھنے لگا جیسے دیوار کی حالت اور حجم کا اندازہ لگا رہا ہو۔ کمرے میں پہلے پینٹ ہونا تھا۔ پھر اس دیوار میں موجود کریکز کو کور کرنا تھا۔ اس کے بعد باقی کام شروع کرنا تھا۔
"کتنا وقت لگے گا؟"الیتھیا نے اس سے پوچھا۔
"اندازاً تین ہفتے" اس نے پُر سوچ انداز میں جواب دیا۔
******

حصّہ دوم
(تلاش)

فروری ۲۰۲۴

آج فروری کی پہلی تاریخ تھی۔ اتوار تھا اور الیتھیا کو آف تھا۔ وہ دس بجے کے قریب بیدار ہوئی۔ کچن میں آئی تو ناشتہ تیار تھا۔ کھانے کی میز پر گلاکتوبوریکو(Galaktobureko) اور کافی موجود تھی۔ ایلینی صوفیا نے اُسے بتایا کہ وہ چرچ جا رہی ہیں۔ اور اُوپر اُس کے کمرے میں موجود پینٹر اپنا کام کر رہا ہے۔ وہ آرام سے ناشتہ کرنے لگی۔ جب ناشتے سے فارغ ہوئی تو سیڑھیاں چڑھتی اوپر آگئی۔ اُس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ جب اندر داخل ہوئی تو وہ ٹیبل پر کھڑا سامنے کی دیوار پینٹ کر رہا تھا۔ اُسکی دروازے کی طرف کمر تھی۔
"کالی میرا"(گڈ مارننگ)۔ الیتھیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
اس کے ہاتھ برش پھیرتے ہوئے رکے، اُس نے ہلکے سے مڑ کے دیکھا۔ کمرے میں الیتھیا موجود تھی۔ اُس نے بھی جواباً گڈ مارننگ کہا۔
الیتھیا نے زرد رنگ کی سویٹر پہنی ہوئی تھی۔ ساتھ سفید ٹراؤزر اور پاؤں میں سفید سلیپرز تھے۔ بال کُھلے تھے۔ وہ ایک اسٹول کھینچ کر ونڈو کے پاس بیٹھ گئی جہاں اس پر دھوپ پڑ رہی تھی۔
"تم نیو ہورائزن کمپنی کے لیے لیبرر کا کام کرتے ہو؟ الیتھیا نے اُس سے پوچھا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ بازو سینے پر باندھے تھے۔
"جی ہاں"۔ اُس نے دو لفظی جواب دیا۔
"تو تم مصوری کیسے جانتے ہو؟ تمہارے ایک ساتھی لیبرر نے مام کو بتایا کہ تم ایک اچھے آرٹسٹ بھی ہو۔" الیتھیا نے دوسرا سوال کیا۔

"مصوری میں بچپن سے جانتا ہوں۔ سکول کے زمانے میں کئی مقابلوں میں انعامات جیتے تھے" اُس نے بے نیازی سے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کس ساتھی کی بات کر رہی ہے۔
" تو تم ایک پروفیشنل آرٹسٹ کیوں نہیں بن جاتے؟ یہ لیبرز کا مشقت والا کام کیوں کر رہے ہو؟ "
اُس کی سبز آنکھوں میں گہرا اشتیاق تھا۔
"میں نے کبھی اِس بارے میں سوچا نہیں ہے۔ " وہ نہایت صفائی سے برش پھیر رہا تھا۔
اب وہ اُسے کیا بتاتا کہ کس قدر مشکل سے اُسے یہ کام کرنے کو مِلا ہے۔
"تو جو ہاتھ خدا نے آرٹ کے لیے دیے ہیں، اُنکو مشقت کے لیے استعمال کرنا درست ہے؟ کیا یہ فطرت کے ساتھ ناانصافی نہیں ہے؟ "
اب کی بار الیتھیا نے اپنی سبز آنکھیں سکیڑتے کہا۔ وہ بالوں کی ایک لٹ کو شہادت کی انگلی کے گرد گھما رہی تھی۔
" دنیا میں بے شمار لوگ اِن ہاتھوں سے معصوم انسانوں کا خون کرتے ہیں۔ کیا یہ کائنات میں نہ انصافی نہیں ہے؟ میرے ہاتھ تو پھر پاک ہیں۔ "اُس نے میز کو ذرا پرے دھکیلا۔
" دنیا میں بہت سے غم ہیں۔ بہت سے لوگوں کے جرائم نے اِس دنیا کو جہنم بنا دیا ہے مگر آرٹ ہی ہے جو اِن تلخ حقائق کے باوجود ہمیں جینا سِکھاتا ہے۔"
الیتھیا نے بغور اُس کی طرف دیکھتے کہا۔
وہ دیوار مکمل ہونے والی تھی۔
"دنیا کی حقیقت تلخ نہیں ہے بلکہ یہ دنیا ہی آزمائش ہے۔ اور اِس آزمائش میں زندہ رہنے کی وجہ آرٹ نہیں بلکہ ایمان ہے۔ " اُس نے بڑے ٹھہرے لہجے میں کہا۔
"ایمان؟ " الیتھیا نے یوں حیرانی سے یہ لفظ دہرایا جیسے یہ اُس کے لیے نیا لفظ ہو۔
" Are you a religious person? " (کیا تم ایک مذ ہبی بندے ہو؟) الیتھیا نے پوچھا۔
"ناٹ ایٹ آل! " (بالکل نہیں) اُس نے الیتھیا کی بات کی نفی کرتے ہوئے کہا۔

"I don't know what it means to be religious. "

(مجھے نہیں معلوم نہیں کہ مذہبی ہونا کیا ہوتا ہے۔)

وہ میز سے نیچے اُتر چکا تھا۔ اب دائیں طرف کی دیوار کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ کائنات ایک نظام کے تحت چلتی ہے۔اور کوئی نہ کوئی تو ہے جو نظام کو چلا رہا ہے۔ "

وہ پیروں کی قینچی بنائے کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ کمر پر تھا۔

"وہ ہر ایک کے عمل کا حساب رکھ رہا ہے۔ مگر بہت ہی ڈسپلنڈ اور بردبار ہے۔ اُسے کسی چیز کی جلدی نہیں۔ایک دوست کی طرح تمام باتیں سنتا ہے۔ غم دوڑ کرتا ہے۔ جو مانگو دیتا ہے مگر سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ "

وہ خاموش ہوا۔ الیتھیا سبز آنکھوں میں دلچسپی لیے اُس سن رہی تھی۔

اُس نے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی اور آگے ہو کہ بیٹھی۔

"You're talking about God? I believe in God too! "

(تُم خدا کے بارے میں بات کر رہے ہو؟ میں بھی خدا پر یقین رکھتی ہوں۔)

وہ پھر گویا ہوئی۔

" دنیا میں بہت سے لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ مگر ہر کوئی فطرت کو نہیں سراہتاہے۔ہر کسی کو بارش نہیں اَچھی لگتی۔اور نہ ہر کوئی سورج غروب ہونے کے منظر کو پہروں بیٹھ کر دیکھ سکتا ہے۔ میری کئی کلاس فیلوز نے کورس کی کتابوں کے علاوہ دوسری کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ یہ مخصوص دل ہوتے ہیں جو کائنات کی دلکشی میں کھو جاتے ہیں"

"میں کھونا ہی نہیں چاہتا۔ " اُس نے میز کو دیوار کی دائیں جانب گھسیٹا۔میز پر پینٹ کا کریٹ رکھا۔ پھر برش لیے میز پر کھڑا ہوا۔

"زندگی بے رنگ بھی گزر جاتی ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جنھیں کائنات کے رنگ متاثر نہیں کرتے ۔ اُن کی طبیعت میل نہیں کھاتی۔ کس قدر بے ذوق لوگ ہوئے قدرت کے کرشموں سے متاثر ہوئے بغیر بے رنگ زندگی گزار رہے ہیں۔ "

الیتھیا نے بچوں کی طرح شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاہاہا! " اِس بات پر اُس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ اُس کے بائیں گال پر گڑھا پڑتا تھا۔ اُس کی مسکراہٹ ویسے بھی بہت دلکش تھی۔

"اگر کائنات میں موجود سب لوگوں کے شوق ایک جیسے ہو جائیں تو کائنات میں حُسن کیسے رہے۔" اُس نے اپنا تجزیہ پیش کیا۔

"ایگز یکٹلی! " الیتھیا نے بھی تائید کی۔

"ویسے بھی مجھے جو چیز پسند ہو میں چاہتی کسی کو معلوم نہ ہو اس بارے میں، وہ دنیا سے چھپی ہی رہے وہ ورنہ لوگ برباد کر کے رکھ دیتے ہر چیز"

پھر اُس نے ایک نیا خیال پیش کیا۔

پھر اُس کے فون پر ایلینی صوفیا کا پیغام موصول ہوا۔ وہ کمرے سے باہر آ گئی۔

******

فروری ۱۹۹۸

ایلینی، ماریا اور رالہ تینوں کلاس روم میں پہلی قطار میں موجود تھیں۔ اُنکا "یونیورسٹی آف ایتھنز" میں آخری سال تھا۔فروری سے لے کر جون تک سَمر سمسٹر تھا۔ آج اُنکی کلاس پروفیسر لیونیداس لینے جا رہے تھے۔ وہ پچھلے سمسٹر اس یونیورسٹی میں آئے تھے۔ مگر ان کی کلاس آج پہلی بار لے رہے تھے۔ یونیورسٹی میں ان کے پڑھانے کے انداز اور وجاہت کے کافی چرچے تھے۔ اُنکا سبجیکٹ "فلاسفی آف رِیلیجَن" تھا۔ وہ تینوں اُن کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں۔

پھر وہ کلاس میں داخل ہوئے۔ انہوں نے بلیک جینز کے ساتھ نیوی بلیو ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اور اُوپر بلیک کوٹ تھا۔ انکے سر اور داڑھی کے بال یکساں سیاہ اور چمکدار تھے۔ اُنکی آنکھوں کا رنگ نیلا تھا۔ایلینی کو عام طور پر نیلی آنکھیں اتنی پسند نہیں آتی تھیں بلکہ اُسے نیلی آنکھوں والے لوگ عجیب ڈراؤنے لگتے تھے۔ مگر پروفیسر لیونیداس کی آنکھیں بہت دلکش تھیں۔ کلاس کی دیواروں پر کریم پینٹ ہوا ہوا تھا۔ پلرز پر چمکتا گولڈن پینٹ تھا۔ سامنے ڈائس تھا اور ساتھ ٹیبل بھی موجود تھا جس پر افلاطون اور

ارسطو کے صرف سر کے مجسمے تھے۔ سب سٹوڈنس قطاروں میں موجود بینچز پر موجود تھے۔ اس میوزیم طرز کلاس میں پروفیسر لیونیداس ایک یونانی دیوتا معلوم ہو رہے تھے۔ انہوں نے اپنا بیگ اور کتابیں میز پہ رکھیں۔ اور میز کے سامنے والی سائیڈ پر کلاس کی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے۔ پاؤں قینچی کی صورت تھے اور دونوں ہاتھ ٹیبل کے دونوں اَطراف رکھ دیے۔

"تو میری آج آپ کے ساتھ پہلی کلاس ہے۔ میرا نام تو آپ سب جانتے ہی ہیں پروفیسر لیونیداس، میں اپنی ڈگری کے بارے میں شیخیاں نہیں ماروں گا۔ "(اس بات پر سب کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی) مگر میرے پڑھانے کے انداز سے آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ میں کتنا قابل ہوں۔" پھر تھوڑا ٹھہرے۔ "لیکن میں پوری کوشش کروں گا کہ اس تھورے وقت میں آپکو کچھ سِکھا سکوں"

پھر کلاس پر ایک نظر ڈالی۔ ایلینی کا دل اچانک زور سے دھڑکا۔

"دراصل میں پہلی ملاقات میں تعارف کا قائل نہیں۔ ویسے بھی ایسے مجھے نام یاد نہیں رہتے۔ ہم ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ آل راہٹ؟" انہوں نے آبرو آٹھا کے کلاس سے پوچھا۔

"آل راہٹ سر" سب نے یک آواز کہا۔

ایلینی نے سکھ کا سانس لیا۔

پھر وہ ٹیبل سے اُٹھے اور بورڈ کی طرف بڑھے۔ اُن کے ہاتھ میں مارکر تھا۔ اُنہوں نے کیپ اتاری اور بورڈ کے عین وسط میں نمایاں کر کے کچھ لکھا۔

اور پھر کیپ واپس مارکر پر لگا دی۔ اور دوبارہ ٹیبل پر آ کر ویسے ہی بیٹھ گئے۔ بورڈ پر درج تھا:

"What inspired you to pursue philosophy? "

اُنہوں نے تیسری قطار میں موجود ایک چشموں والی لڑکی کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"جی آپ! " وہ جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھ کے جواب دے دیں کوئی مسئلہ نہیں۔" انہوں نے عام لہجے میں کہا۔

"مجھے فلسفہ اِس لیے پسند ہے کہ یہ کائنات کے رمز کو آشکار کرتا ہے" اُس نے اپنی وجہ بیان کی۔
اُنھوں نے سر کو ہلکے سے جنبش دی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
پھر پروفیسر لیو نے آخری قطار میں موجود ایک لڑکے کو اشارہ کیا۔
"میں نے فلسفہ کا انتخاب اِس لیا کیا کہ اس کی مدد سے مجھے اپنی زندگی اور اسکے مقصد کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ فلسفہ بڑے سوال اُٹھاتا ہے اور حقیقت کو مختلف زاویوں سے بیان کرتا ہے۔یہ ہماری سوچ کا پیمانہ وسیع کرتا ہے۔ "اُس لڑکے نے اپنا خیال پیش کیا۔
اُس کے بعد پروفیسر لیو نے دو تین رینڈم سٹوڈنٹس سے پوچھا۔
پھر انہوں نے ایلیبنی کی طرف اِشارہ کیا۔ مگر کلاس میں خاموشی رہی۔ کوئی جواب نہ آیا۔
تو انہوں نے اس سے سوال دہرایا۔
" جی آپ نے فلسفہ کو پڑھنے کا فیصلہ کیوں کیا؟ "
"کیونکہ مجھے پسند ہے۔ " وہ اتنا ہی کہہ پائی۔
"پسندیدگی کی وجہ؟ " انہوں نے ایک اور سوال پوچھا۔
وہ براہِ راست اِس کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ وہ کافی گھبرا گئی۔
"کیونکہ مجھے تجسس ہے کائنات کے بارے میں جاننے کا۔۔۔۔۔کائنات کی تخلیق اور۔۔ زندگی کے مقصد کے بارے میں۔۔ جاننے کا۔۔ اخلاقیات۔۔۔ عقائد۔۔۔ " اس سے بولا نہیں جارہاتھا۔ وہ خاموش ہوئی۔
"اور۔۔۔؟ " پروفیسر لیو نے بڑی حوصلہ افزائی والے انداز میں سر کو جنبش دی۔
"اور یہ کہ۔۔۔ فلسفہ میرے ذوق کے عین مطابق ہے۔ " اُس نے فوراً جواب مکمل کیا۔
"اوووکے!" انہوں نے مخصوص انداز میں سر کو جنبش دی۔
پروفیسر لیو نے رالہ کی طرف اشارہ کیا۔
"سر مجھے ہمیشہ سے وہ لوگ پسند ہیں جو بہت گہرے ہوتے ہیں، سوچتے ہیں کائنات کے بارے میں، جو زندگی کے معنی تلاش کرتے ہیں۔ یعنی انٹیلکچوئیل پیپل۔۔۔ " رالہ نے اپنی ازلی لاپرواہ نیچر کے ساتھ پر اعتمادی کے ساتھ جواب دیا۔
"آل رائٹ کلاس"۔ انہوں نے ڈسکشن ختم کرنے کے انداز میں کہا۔

"بہت سے طالبِ علموں نے کہا کہ زندگی اور اسکے مقصد کو سمجھنا! تو اگلی کلاس میں ہم ڈسکس کریں گے کہ زندگی ہوتی کیا ہے؟ آل رائٹ؟ "
اُنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں آبرو اُٹھائے پوچھا۔
پوری کلاس نے اُن کی تائید کی۔
پھر اُنہوں نے ٹیبل سے اپنا بیگ اور بکس لیں اور کلاس سے نکل گئے۔

******

فروری ۲۰۲۴

الیتھیا نے جب پیغام پڑھا تو ایلینی صوفیا کہہ رہی تھیں کہ کل ایک کسٹمر کا کوٹ شاپ میں رہ گیا تھا۔ وہ اُن کے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے کی لے جائے اور اُن وہ کوٹ دے دے۔ وہ باہر انتظار کر رہیں ہیں۔
"اوکے مام" الیتھیا نے لکھ کے سینڈ کیا۔
پھر وہ اُن کے بیڈ روم میں آئی۔ دراز کھولا اور چابی ڈھونڈنے لگی۔ ہاتھ سے کوئی ہرڈ کاغذ ٹکڑایا۔ اس نے وہ باہر نکالا اور سیدھا کیا۔وہ ایک بہت پرانی تصویر تھی۔ یونیورسٹی آف ایتھنز کے سامنے ایک شخص نیوی بلیو ٹی شرٹ اور بلیک جینز پہنے کھڑا تھا۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اور آنکھیں گہری نیلی تھیں۔ الیتھیا نے اِس سے پہلے کبھی کسی کی اتنی دلکش مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔
وہ نوٹیفیکشن کی آواز سے چونکی۔ایلینی صوفیا کا ہی پیغام تھا۔
"ڈِڈ یو گیٹ اِٹ؟ (کیا تمہیں چابی ملی؟)
اب الیتھیا نے دراز میں نظر ڈالی تو سامنے چابی موجود تھی جو اُسے پہلے ڈھونڈنے میں دِقت ہو رہی تھی۔
" یس مام! " اُس نے جواب لکھ کر سینڈ کیا۔
پھر وہ تصویر ادھر ہی رکھی۔ چابی لی، دراز بند کیا اور کمرے سے نکل آئی۔

الیتھیا ایونجیلوز ہومز کے داخلی دروازے سے نکلی۔ ستچوئی اینڈ اسٹائل کے سامنے ایک ساٹھ سال کے لگ بھگ خاتوں بیٹھی تھیں۔ وہ اُسے دیکھ کر مسکرائیں۔الیتھیا مسکرا بھی نہ سکی۔ اس نے شاپ کا دروازہ کھولا۔ اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی کاؤچ پر کوٹ پڑا تھا۔ اس نے کوٹ اس خاتون کو تھمایا۔

"شکریہ بیٹا! "وہ بڑی محبت سے مسکرائیں۔ "یوں ہی تمہیں زحمت دی۔ ہم تو اب بوڑھے ہو چکے ہیں چیزیں یاد ہی نہیں رہتیں۔ "

الیتھیا بے دلی سے مسکرائی۔پھر یوں ہی خالی الذہنی سے دروازہ لاک کیا۔ پھر ایونجیلوز ہومز کی طرف بڑھنے لگی۔ اسے یہ دو قدم کا راستہ بھی اتنا زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔

وہ بےدلی سے ایونجیلوز ہومز میں داخل ہوئی۔ کچن میں اپنے لیے کافی بنانے لگی۔ پھر کچھ خیال آیا تو دو کافی کے کپ لیے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

اپنے روم میں داخل ہوئی۔ وہ یوں ہی پینٹ کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر چونکا۔

"وُڈ یو لائک ٹو ٹیک کافی؟ "(کیا تم کافی لینا پسند کرو گے؟) اُس سے پوچھا۔

" شیور" اس نے بھی دعوت قبول کی۔

وہ میز سے نیچے اترا اور ایک اسٹول پر بیٹھ گیا۔ ان میں کافی فاصلہ تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟ " الیتھیا نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"الیکس" اس نے کافی کا کپ تھامے کہا۔

"واٹ؟ الیکس! " الیتھیا کو واقعی جھٹکا لگا۔

"اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ لگتا ہے آپ کو میرا نام جان کر مایوسی ہوئی؟ " اس نے کافی کا گھونٹ بھرتے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں" الیتھیا نے کہا۔ "دراصل کچھ چیزوں کے ساتھ ہمارا تجربہ ماضی میں اچھا نہیں ہوتا۔ جب دوبارہ ان کے قریب قریب بھی کسی چیز سے سامنا ہو تو ناخوشگوار محسوس ہوتا۔ " الیتھیا نے وضاحت کی۔

"صرف چیزیں؟ " اس نے پوچھا۔

"انسان بھی۔۔ " الیتھیا نے کہا۔

نفسیات میں اسے "کلاسیکل کنڈیشنگ " کہتے ہیں۔ جب آپ کے ساتھ ماضی سے جڑا کوئی ناخوشگوار تجربہ دہرانے ہو تو آپ کا دماغ وہی خوف اور اینزائیٹی کے کیمیکلز دوبارہ ریلیز کرتا ہے۔ "اس نے کہا۔

وہ اسے کیا بتاتا کہ اگر وہ اس سے اپنا اصل تعارف کرواتا تو اسے زیادہ مایوسی ہوتی۔ تب اس نے الیکس نام چنا تھا۔ مگر یہ کوشش بھی بے سود گئی۔

" شاہد۔۔۔ "اس نے کھوئے سے انداز میں کہا۔ " لیکن آپ ایک باوقار اور مہذب انسان ہیں"۔ الیتھیا نے پھر اوپر دیکھتے ہوئے اس سے کہا۔

وہ جو کافی کا گھونٹ بھرنے والا تھا اچانک رکا۔

"آپ کو ایسا کیوں محسوس ہوا؟ " اس نے تعجب سے پوچھا۔

"دراصل مجھے بہت کم لوگوں سے مل کر اچھی وائبز آتی ہیں۔ میں کمفرٹیبل محسوس کرتی ہوں۔ بہت کم لوگ مجھے اٹریکٹ کرتے ہیں۔ اچھے لوگ آپ میں مثبت انرجی ٹرانسفر کرتے ہیں۔

" یہ آپکی حسنِ نگاہ ہے ورنہ ہم میں کوئی کمال نہیں۔ ہم عام صورتوں والے عام شخصیت کے مالک لوگ ہیں" وہ عاجزی سے نظریں جھکائے بولا۔

"کیا آپ نے کبھی فرصت سے آئینہ دیکھا ہے؟ " الیتھیا نے اب براہِ راست اس کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتے کہا۔

وہ اب کافی کا کپ نیچے چھوڑ چکی تھی۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ دایاں ہاتھ تھوڑی کے نیچے تھا۔ سورج کی کرنیں کھڑکی سے جھانکتی اس پر پڑ رہی تھیں جس کی وجہ سے اس کی سنہری رنگت دمق رہی تھی۔ سنہرے بالوں سے بھی شعائیں پھوٹ رہی تھیں۔

اب کی بار وہ صرف اسے دیکھے گیا۔ ایک پل اس کا دل چاہا وہ وہی منظر پینٹ کرے۔ ایک یونان کی حسین زادی طلسماتی انداز میں بیٹھے اس پر کون سا صور پھونک رہی تھی۔

اس نے فوراً نظریں جھکائیں۔

"کیا تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ فلرٹ کر رہی ہوں؟ " الیتھیا نے تعجب سے اس سے پوچھا۔

حیرانی تو الیتھیا کو خود پر ہوئی تھی۔ کیا وہ واقعی فلرٹ کر رہی تھی، اسے کیا ہو گیا تھا؟ وہ ایک رومانوی طرز کی لڑکی تھی۔ مگر محبت کا جادو اس پر یوں اثر نہیں کرتا تھا جیسے آج کل کی نسل پر کرتا ہے۔ اس کا زندگی، محبت اور ہر احساس کو لے کر ایک مخصوص نقطہِ نظر تھا۔نہ ہی وہ ہر انسان سے یوں کمفرٹیبلی بات کر لیتی تھی۔ مگر اس انسان میں کچھ ایسا تھا کہ وہ اس سے بلا جھجھک ہر بات آسانی سے شیئر کر رہی تھی۔

"نہیں میرا خیال ہے کہ آپ ایک ایکسپریسو انسان ہیں۔ " وہ گویا ہوا۔

"People who express their every little thought don't give in easily. "

"واہ" الیتھیا واقعی متاثر ہوئی۔ اُس نے اِس کے بارے میں بالکل ٹھیک اندازہ لگایا تھا۔ تو وہ ایک انٹروسپیکٹو پرسن تھا۔

"میں تمہارے بارے میں مزید جاننا چاہتی ہوں ، یعنی تمہاری فیملی، اور یہ کہ تم گزراوقات کے لیے ایک پروفیشنل آرٹسٹ بننے کی بجائے مزدوروں والا کام کیوں کر رہے ہو؟ "

الیتھیا کی سبز آنکھوں میں گہرا تجسس تھا۔

"آپ میرے بارے میں جان کر کیا کریں گی! " اس نے لاپرواہی سے کہا۔

"جو لوگ مجھے پسند ہوں انکے کے بارے میں مجھے جاننے کا بہت شوق ہوتاہے۔ وہ اپنی فیملی میں کس کے سب سے زیادہ قریب ہیں، انکو کافی یا آئس کریم پسند ہے یا نہیں، خدا کے بارے میں ان کے کیا نظریات ہیں؟ کیا وہ سورج غروب ہونے کا منظر دیکھتے ہیں، محبت کے بارے میں انکا کیا خیال ہے، کیا انکو بارش اچھی لگتی ہے، کون سا شہر انکا پسندیدہ ہے؟ انکے قریبی دوست کون ہیں، کیا انکو کتابوں سے شعف ہے؟ کون سی سوچ رات بستر پر گرتے ہی انہیں ستاتی ہے۔۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ! "

الیتھیا یوں ہی اسٹول پر بیٹھی کسی سحر میں بولتی جارہی تھی۔

"اس کے بعد بھی وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔ " اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

اس کے گال پر گڑھا پڑا۔ الیتھیا نے گڑھے کی گہرائی میں جھانکا۔

"ہاں! مگر فل وقت تم صرف شروع کی لسٹ پر دھیان دو۔" الیتھیا نے اس سے کہا۔

******

فروری ۱۹۹۸

آج ماریا کلاس میں موجود نہیں تھی۔ اُس کی سیٹ یونہی خالی تھی۔ ایلینی اور رالہ اپنی جگہ پر پہلی قطار میں موجود تھیں۔ پروفیسر لیونیداس نے آج پھر یونہی بورڈ کے عین وسط میں لکھا "واٹ از لائف؟ "(زندگی کیا ہے؟)۔

انہوں نے مارکر پر کیپ چڑھائی اور پھر رخ کلاس کی طرف کیا۔

آج پھر رینڈم سٹوڈنٹس جواب دے رہے تھے۔

" لائف اِز دا نیم آف ہیپینیس۔ "(زندگی صرف خوشی کا نام ہے۔) لیزا نے کہا جو کہ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ اس کے والد ایتھنز کے ایک بڑے ڈاکٹر تھے۔ بلا کی حسین اور پر اعتماد تھی۔

پروفیسر لیو نے سر کو ہلکے سے جنبش دی۔

" زندگی صرف درد اور سٹرگل کا نام ہے۔" لارا نے اپنا تجزیہ پیش کیا۔ جس کی آنکھوں پر ایک موٹا چشمہ تھا۔ صحت بھی کافی خراب تھی۔ وہ ہر وقت کوئی رونا ہی روتی نظر آتی تھی۔

"اووکے" سر لیو نے مسکراہٹ دبائے کہا۔

"لائف از آباوٹ سیکنگ لو اینڈ سپریڈنگ پیس" (زندگی محبت کو تلاش کرنا اور امن پھیلانا ہے۔) کائیدن نے کہا۔ جو کہ کلاس کا ایک ذہین طالبِ علم تھا۔ اس کا ایٹیٹیوڈ ہمیشہ مثبت ہوتا تھا۔

اس کے بعد رالہ کی باری تھی۔

"ہم زندگی کو ایک سطر میں نہیں بیان کر سکتے۔ یہ ہمارے تجربات کے ساتھ معنی بدلتی رہتی ہے۔ ہم زندگی میں ہنستے بھی ہیں اور روتے بھی ہیں۔ کبھی بہت پرامید ہوتے ہیں اور کبھی موت آسان لگتی ہے۔ یہ منحصر ہے کہ ہم کن حالات میں جی رہے ہیں۔ "

"دیٹس امیزنگ۔ "پروفیسر لیو نے واقعی متاثر ہوتے کہا۔
پھر کلاس کے ایک باتونی اور شرارتی لڑکے کی باری آئی۔
"ہم سانس لے رہے ہیں تو مطلب ہم زندہ ہیں۔ اور یہی زندگی ہے۔ " اس نے کہا۔
جس پر سب ہنسے۔ اگر وہ کوئی سیریس بات بھی کرتا تب بھی سب کو ہنسی ہی آنی تھی۔
پھر انہوں نے ایلینی سے کہا۔
"یس یو! "
"زندگی نشیب وفراز کا نام ہے" ایلینی نے کہا۔
"ہمم! تو یہ معتدل مزاج کی ہیں۔ "انہوں نے ریماکس دیا۔
پھر وہ دوسرے طالبِ علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایلینی کچھ نہ سُن پائی۔ اس کے دل کے دھڑکن خاصی تیز ہوئی۔
" تو اس سے ظاہر ہوا کہ ہر ایک کے لیے زندگی کی تعریف مختلف ہے۔ جیسے انہوں نے کہا" انہوں نے رالہ کی طرف اشارہ کیا"جو جیسے حالات سے گزر رہا اس نے زندگی کو وہی نام دے دیا۔ اُس کے لیے زندگی وہی ہے۔ کسی کے لیے آسانی اور کسی کے لیے آزمائش۔ کوئی زندگی کے معنی تلاش کر رہا ہے، کوئی زندگی جی رہا ہے، کوئی زندگی کو جھیل رہا ہےاور کوئی موت کی تمنا کر رہا ہے۔ تو سب کا تجربہ مختلف ہے۔ "
اگلی کلاس میں ہم نیکسٹ ٹاپک ڈسکس کریں گے۔ "
کہہ کر وہ کلاس سے نکل گئے۔

******

فروری ۲۰۲۴

آج ہفتے کا دن تھا اور الیتھیا میوزیم میں موجود تھی۔ اس نے میوزیم بیج پہنا ہوا تھا۔
جب ایک ڈسپلے کیس کے سامنے موجود ایک سیاح خاتون نے اسے متوجہ کیا۔
"ایکسکیوزمی! کیا آپ مجھے اس آرٹیفیکٹ کے بارے میں کچھ بتائیں گی؟ " اس خاتون کی آنکھوں میں ستائش تھی۔

"جی یہ پانچویں صدی بیسویں کی ایک ایتھنین شیلڈ ہے، جو کہ اگورہ میں دریافت ہوئی۔ یہ قدیم ایتھنز کے اہم آرٹیفیکٹس میں سے ایک ہے۔ "
الیتھیا نے مسکراتے ہوئے پروفیشنل انداز میں کہا۔
"ہمم، خوب! اس سے جڑی کیا کہانی ہے؟" اس سیاح خاتون نے شیلڈ پر نظر جمائے ایک اور سوال کیا۔
"دراصل اس شیلڈ کا تعلق ایک ایتھنین سپائی سے تھا جس نے میراتھن کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ "
الیتھیا نے اس خاتون کی معلومات میں اضافہ کیا۔
"بہت مہارت سے یہ تیار کی گئی ہے۔۔۔۔ " خاتون نے کہا۔
"جی قدیم ایتھنز اپنے کام کی مہارت اور خصوصیت کے لیے ہی جانے جاتے تھے۔ ایک تو یہ شیلڈ قدیم ایتھنز کی مہارت کی گواہ ہے اور دوسرا یہ ایتھنین سپاہیوں کی قربانیوں اور بہادری کی یاد دلاتی ہے جو انہوں نے اس شہر کی حفاظت کے لیے لڑتے ہوئے دیں۔ " الیتھیا نے اسے مزید اگاہ کیا۔
اسی دوران اس کے کوٹ کے جیب میں موجود فون پر ایک نوٹیفیکشن آیا۔
"بہت خوب اور شکریہ آپکا مجھے اس قدر تفصیلی طور پر اگاہ کرنے کا۔۔۔ " اس خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھے بہت خوشی ہوئی۔۔۔ دراصل میرا مقصد ہی دنیا کو قدیم یونانیوں کی ثقافت اور ورثے سے اگاہ کرنا ہے"
الیتھیا نے مسکراتے ہوئے خوشدلی سے کہا۔
وہ خاتون باقی آرٹیفیکٹس کی طرف بڑھ گئی۔
الیتھیا نے جیب سے فون نکالا۔
"کیا آج ہم شام کو ایک ساتھ سَن سیٹ دیکھ سکتے ہیں؟" ایک اجنبی نمبر سے پیغام موصول ہوا۔
الیتھیا کو تعجب ہوا۔

"کون؟" اس نے پوچھا۔
"جس کے بارے میں آپ کو جاننا تھا کہ وہ سورج غروب ہونے کا منظر دیکھتا ہے یا نہیں!" جواب موصول ہوا۔
"ایلیکس؟" الیتھیا کے ذہن میں سب سے پہلے یہی نام آیا۔ اس نے کنفرم کرنے کے انداز میں پوچھا۔
"کیا اب بھی کوئی شبہ ہے؟" اگلا پیغام موصول ہوا۔
"نہیں، دراصل ہمارا فون کے تھرو رابطہ نہیں نا، نہ ہی ہم نے کانٹیکٹ نمبرز ایکسچینج کیے تھے۔"
الیتھیا نے وضاحتی پیغام بھیجا۔
"آپ کی مام نے یہ کانٹیکٹ نمبرز شیئر کیے تھے۔
"اوو، آل رائٹ!" الیتھیا نے سمجھنے کے انداز میں سر کو جنبش دیتے پیغام لکھ کر بھیجا۔
"سو اٹس ڈن؟" (تو یہ طے ہوا؟) نیا پیغام موصول ہوا۔
"ڈن!" الیتھیا نے مسکراتے ہوئے پیغام بھیجا۔
"اتوپیہ کیفے شام چار بجے.."
"اوکے!" الیتھیا نے لکھ کر سینڈ کیا۔

******

فروری ۱۹۹۸

آج وہ کلاس میں پہلی قطار میں اکیلی بیٹھی تھی۔ ماریا اور رالہ دونوں غیر حاضر تھیں۔ یہ کلاس کا ایک رول آف تھم ہوتا ہے جو سٹوڈنس شروع میں جدھر بیٹھ جاتے ہیں پھر وہ سارا سال اسی جگہ بیٹھتے ہیں۔ اور ایلینی کی کوئی ایسی سہیلی نہیں تھی کبھی جو سکول کالج سے غیر حاضر نہ ہوتی ہو۔
آج جب پروفیسر لیو کلاس میں آئے تو انہوں نے اپنا روز کا طریقہ نہیں دہرایا۔ بلکہ سب کو نوٹس پر لکھنے کا بولا۔ سامنے بورڈ پر لکھا تھا "واٹ از گاڈ؟"

جب وقت ختم ہو رہا تھا تو سٹوڈنٹس نے خاصی "سٹوڈنٹس" والی حرکت کی؛ سر پلیز! پانچ منٹ اور۔۔۔۔۔ ایلینی کو کوفت ہو رہی تھی۔ اس نے وہ وقت بہت آزمائش میں گزارا۔ پھر خدا خدا کر کے سب نے نوٹس سامنے ٹیبل پر رکھے۔کلاس کا وقت ختم ہوا۔ ایلینی کو فکر تھی کہ کہیں پروفیسر لیو ایک ایک کا پڑھ کر نہ سنائیں کلاس میں مگر ایسا نہیں ہوا تھا اور اسکی جان میں جان آئی۔

******

اگلے دن پروفیسر لیو کی کلاس نہیں تھی۔ ایلینی اور رالہ دونوں بینچ پر بیٹھی تھیں۔ جب وہ دوستیں ساتھ ہوں تو چاہ کر بھی پڑھائی نہیں کر سکتی تھیں۔ چاہے وہ جتنے پلینز بنا لیں۔
اسی دوران لارا آئی۔
"ایلینی پروفیسر لیو از کالنگ یو ٹو ہِز آفس. "(ایلینی پروفیسر لیو تمہیں اپنے آفس بلا رہے ہیں).
لارا تو کہہ کر چلی گئی مگر ایلینی کو تو گویا سانپ سونگھ گیا۔ اس نے گھبرائے ہوئے تاثرات کے ساتھ رالہ کو دیکھا۔
" او کم آن ایلینی! جاؤ آفس اور معلوم کر کے آؤ کہ پروفیسر لیو کیوں بلا رہے ہیں؟ کوئی کام ہوگا۔ "
رالہ نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
"تم میرے ساتھ آؤ۔ " ایلینی نے کھڑے ہوتے ہوئے رالہ کا ہاتھ پکڑا۔
"میرا وہاں کیا کام؟ انہوں نے تمہیں بلایا ہے مجھے نہیں بلایا ہے" رالہ نے دوسرا ہاتھ نچاتے بڑی بڑی آنکھیں گھماتے کہا۔
"مگر تم میرے ساتھ جاؤ گی۔ " ایلینی نے بچوں کی طرح ضد کرتے کہا۔
"اوکے! بٹ تم آفس میں خود جاؤ گی۔
" اچھا! " ایلینی نے ہار مانتے کہا۔ اب دوسرا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

وہ دونوں چلتی ہوئی پروفیسر لیو کے آفس کی طرف بڑھیں۔ رالہ باہر ہی رک گئی تھی۔
ایلینی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔
"یس"! اندر سے آواز گونجی۔
ایلینی کو اپنی سانس ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی۔
وہ اندر داخل ہوئی۔ اور ہلکے سے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔
آفس نہایت اعلیٰ ذوق کی گواہی چیخ چیخ کر دے رہا تھا۔ سامنے میز پر کتابیں، فائلز اور نیوز پیپر اور ایک باز کا مجسمہ موجود تھا۔ پیچھے دیوار گیر شیلفز میں کتابیں تھیں۔ جہاں ان کے سامنے رکھی چھوٹی ٹیبلز پر کچھ شیلڈز رکھی تھیں۔ دیواروں پر کریم کلر کا پینٹ ہوا تھا۔ سامنے کی دیوار میں ایک ونڈو تھی جس پر ڈارک براؤن پردے تھے۔ سامنے کی دیوار پر بھی کافی فوٹو گریفز اور پوسٹرز تھے۔ آفس کے درمیان میں جدید آرام دہ صوفے تھے۔
پروفیسر لیو ایک اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔ آنکھوں پر چشمے لگے تھے۔
"آر یو ایلینی صوفیا جارجیو؟ " (کیا آپ ایلینی صوفیا جارجیو ہیں؟) انہوں نے اس سے پوچھا۔
ایلینی کا دل چاہا وہ مڑے اور بھاگ جائے یہاں سے۔
"یس سر! " ایلینی نے کہا۔ اسے اپنی آواز خلق میں پھنستی محسوس ہوئی۔
"اوکے! " انہوں نے ایک فائل سے کچھ پیپرز نکالے۔ ایلینی کو سیکنڈز لگے تھے اُن پیپرز کو پہچاننے میں۔
"سب سٹوڈنٹس نے کچھ نہ کچھ لکھا ہے مگر آپ کا پیج بلکل خالی ہے۔ میں نے اوبزرو کیا کہ آپ کلاس میں بھی بلکل خاموش رہتی ہیں۔ "
انہوں نے تمام پیپرز دوبارہ فائل میں ترتیب سے رکھے اور فائل سائیڈ پر رکھی۔
پھر پوری مصروفیت سے اس کی جانب دیکھا۔
"سر! ایکچوئلی، ابھی مجھے اس سوال کا جواب نہیں آتا۔ ابھی میں نے خدا کو ڈسکور نہیں کیا۔ "

"تو فلحال آپ خدا کو ڈسکور کر رہی ہیں۔" انہوں نے چیئر کو گھماتے کہا۔
"تو پھر آپ کب ڈسکور کریں گی خدا کو؟" انہوں نے آگے ہوتے میز پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔
"مجھے نہیں معلوم سر!" ایلینی نے نیچے ڈارک براؤن کارپٹ پہ دیکھتے کہا۔
براؤن کارپٹ پہ نظریں جمائے رہنا بہتر تھا انکی نیلی آنکھوں میں ڈوبنے سے۔
"اوکے! جب آپکی ڈسکوری مکمل ہو جائے تو آپ نے یہ اسائمنٹس مجھے دینے ہیں۔" انہوں نے کہا۔
"مگر سر! اس میں شاید۔۔۔۔بہت وقت لگے۔۔۔" ایلینی نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔
"کوئی بات نہیں میں انتظار کروں گا۔ چاہئے میں بسترِ مرگ پر ہی کیوں نہ ہوں۔" ایلینی نے اچانک سر اٹھا کر پوری آنکھیں کھولے انہیں دیکھا۔ وہ بھی اُسے ہی دیکھ رہے تھے۔
پھر وہ آہستہ سے مڑی اور دروازے کھولے باہر آگئی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔ باہر اب رالہ موجود نہیں تھی۔ ایلینی آہستہ آہستہ غیر دماغی حالت میں جا رہی تھی۔

******

ایلینی شہر میں موجود ایک چرچ میں تھی۔ وہ پہلی قطار میں دوسرے نمبر والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں موتیوں جیسے آنسو تھے۔ اسکی نظریں گود میں رکھی دونوں ہتھیلیوں پر تھیں۔ سامنے دیوار پر صلیب کا نشان تھا۔
آج وہ اپنی زندگی میں دس برس بعد چرچ آئی تھی۔ جب اسکی والدہ بسترِ مرگ پر تھیں۔ انکے کینسر کی آخری سٹیج تھی۔ وہ یوں ہی چرچ آئی تھیں۔ کتنا روئی تھی وہ خدا کے سامنے کہ اس کی والدہ کو زندگی دیں دے۔وہ محض اس گیارہ برس کی ہے۔ وہ کیسے رہے گی اپنی ماں کے بنا۔ وہ اپنی ماں کو جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ سب ہمیشہ نہیں جیتے بلکہ زندگی ختم بھی ہو جاتی ہے۔ اور دل عزیز لوگ جدا بھی ہو جاتے ہیں۔

اُسی رات اسکی ماں کی روح پرواز کر گئی تھی۔ پھر اسکی ماں کو ایک سیمٹری میں دفن کر دیا گیا تھا۔ اُس دن سب نے سیاہ رنگ کا لباس پہنا تھا۔ سب کچھ سیاہ تھا اس دن۔ ہر طرف تاریکی ہی تھی۔

اسکی ماں کا کوئی بھائی یا بہن نہیں آئے تھے۔ اسکی ماں نے شادی اپنی مرضی سے کی تھی مگر موت تو اس کا انتخاب نہیں تھا۔ یا شاہد انہیں بہن سے زیادہ پراپرٹی جانے کا دکھ تھا۔

ایلینی سے چھوٹا پیٹر تھا جو اسے بہت عزیز تھا۔ جس کی عمر ابھی صرف چھ برس تھی۔

یہ محبت ہی تھی۔ رشتوں سے محبت ہی جو آگے جا کر ایلینی کو ایلیکس سے شادی کرنے پر رضامند کرتی ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے دل عزیز لوگ اس سے ناطہ توڑ لیں۔

ماں اس نے پہلے ہی کھو دی تھی۔ پھر بھائی برطانیہ میں ہی اپنی گرل فرینڈ کی وجہ سے شفٹ ہو گیا تھا اور پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا۔

باپ کو بزنس سے ہی فرصت نہ تھی۔ اکثر دوسرے شہروں کے چکر لگتے جن کی وجہ کبھی بزنس ٹرپ ہوتی یا پھر کبھی کسی صنفِ نازک کی محبت۔

ماں کے بعد جو قیمتی انسان اس نے کھویا تھا وہ اس کا عشق تھا۔۔۔

ماریا اور رالہ ہی اسکی غموں اور پچھتاؤں کی زندگی میں شیلڈ تھیں۔ اس کے بعد اگر کوئی اس کی زندگی کا مرکز تھا تو "الیتھیا"۔

******

الیتھیا (۲۰۲۴)

الیتھیا اس سے پہلے کئی بار اتوپیہ کیفے کافی پینے گئی تھی مگر کبھی وہ وہاں سے سورج غروب ہوتا نہیں دیکھ پائی تھی۔ یہ اتفاق تھا کہ آج پہلی بار وہ اس کیفے سے سورج غروب ہوتا دیکھ پاتی۔

جب وہ کیفے میں داخل ہوئی تو وہ دیوار کے ساتھ ایک ٹیبل پر موجود تھا۔ ابھی سورج غروب ہونے میں دو گھنٹے باقی تھے۔ مگر پھر بھی وہاں بہت رش تھا۔ کیفے

انجین سی کے پاس تھا۔ وہاں موجود پہاڑ سمندر سے نمودار ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ دھیمے دھیمے چلتے اس کے پاس پہنچی۔ اُس کے انداز سے نہیں لگتا تھا کہ اُسے الیتھیا کی موجودگی کا علم ہوا تھا مگر جونہی الیتھیا قریب پہنچی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوسری جانب جاتے اس کے لیے کرسی سنبھالی۔ وہ شکریہ کہتے بیٹھ گئی۔ اُس نے ٹرٹل نیک نارنجی سویٹر پہنی تھی اور ساتھ کریم کلر کا ٹراؤزر تھا۔ اس کے سنہرے بال مانگ نکالے دونوں کندھوں پر گرے تھے۔ اس کے کانوں میں سورج مکھی کے پھول کی شکل کے ٹاپس تھے۔ اور بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں بھی ویسی ہی سورج مکھی شکل کی رنگ تھی۔ گلے میں ہمیشہ کی طرح کراس کے نشان والا نیکلس تھا۔ سورج کی روشنی میں اس کی سنہری رنگت دمق رہی تھی۔ اس کے چہرے پر کوئی اضافی میک اپ نہ تھا۔ سورج کی شعائیں پڑنے پر جب وہ آنکھیں سکیڑتی تو اس سے نظر ہٹانا مشکل ہوتا تھا۔ وقتاً فوقتاً وہ بالوں کی لٹوں کو شہادت کی انگلی کی مدد سے کانوں کے پیچھے چھپاتی۔

ٹیبل پر کافی اور ہاٹ چاکلیٹ موجود تھی۔

اس نے الیکس کو دیکھا۔ اس نے براؤن سویٹر اور بلیک جینز پہنی تھی اور اوپر ہلکے بادامی رنگ کا لمبا کوٹ تھا۔ پاؤں میں براؤن جوتے تھے۔ بائیں کلائی پر سیاہ گھڑی تھی۔

دھوپ میں اس کی شہد رنگ آنکھیں شائن کر رہی تھیں۔

الیتھیا اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"یو نو میں آج پہلی بار یہاں سورج غروب ہوتا دیکھوں گی۔" الیتھیا نے پرجوش انداز میں بتایا۔

"رئیلی؟" وہ جو چاکلیٹ کا پیس منہ میں ڈال رہا تھا یکدم سر اٹھائے حیرانگی سے بولا۔

"یس اٹس ٹریو!" (ہاں یہ سچ ہے!) الیتھیا نے آبرو اٹھائے اور مسکراتے کہا۔

جواباً وہ مسکراتے ہوئے کافی کے گھونٹ بھرنے لگا۔

"ڈو یو ریڈ بکس؟" (کیا تم کتابیں پڑھتے ہو؟) الیتھیا نے پوچھا۔

"یس!" اس نے سر کو ہلکے سے جنبش دی۔
"ان دنوں کون سی کتاب پڑھ رہے ہو؟ یا لاسٹ بک کون سی پڑھی تھی؟" الیتھیا نے مزید پوچھا۔
"میں دراصل ایک ہی کتاب سمجھنے کو کوشش کر رہا ہوں۔ پہلے ایک چیپٹر پڑھتا، پھر دوسرا، تو وقت لگتا۔" وہ بولا۔
"سو یو آر آ سلو ریڈر۔" (تو تم ایک سست قاری ہو) الیتھیا نے چاکلیٹ کا ٹکڑا منہ میں لیتے کہا۔
"یس یو کین سے۔" (ہاں آپ کہہ سکتی ہیں) اُس نے جواباً کہا۔
"اس کتاب کا نام کیا ہے؟" الیتھیا متجسس سی جواب کی منتظر اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔
"آپ ان دنوں کیا پڑھ رہی ہیں؟" جواباً اُس نے الیتھیا سے سوال کیا۔
"کچھ دنوں سے میں ہزاروں کتابیں چھان چکی مگر کوئی کتاب مجھے اپنے ٹیسٹ کی نہیں لگ رہی ہے۔ دراصل میں اتنی کتابیں مکمل نہیں پڑھتی جتنی میں چند صفحات پڑھ کر ادھوری چھوڑ دیتی ہوں۔" الیتھیا نے اُسے بتایا۔
اُس کے فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے فون کی سکرین پر نمبر دیکھا۔ اور وہ الیتھیا سے ایکسکیوز کرتا تھوڑا سائیڈ پر آیا۔
"ہیلو!" اُس نے فون کان سے لگاتے کہا۔
"وعلیکم السلام!" جواباً کہا گیا۔
"کیوں فون کیا ہے؟" اُس نے پوچھا۔
"کیوں تم مصروف ہو؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"اِس وقت کہاں ہو تم؟" جواب نہ پا کر پھر پوچھا گیا۔
"ہاں میں مصروف ہوں۔ مغرب کے بعد ہی فری ہوں گا۔" اُس نے بتایا۔
"اچھا! تو تمھیں یاد دلانا تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔" دوسری جانب موجود شخص کی بات منہ میں رہ گئی۔
"معلوم ہی مجھے! میں مالک سے بات کر کے آیا ہوں" اُس نے اگاہ کیا۔
"واہ بھئی! ایسی بھی کیا مصروفیت ہے؟؟؟"

فون کے دوسری جانب موجود شخص فل موڈ میں تھا۔
"میں فون رکھتا ہوں۔"اس نے وارننگ دیتے کہا۔
"ہاں ہاں! صحیح ہے۔جب فارغ ہوئے پھر بات کر لینا۔"دوسری جانب شخص بمشکل ہنسی روک پایا۔
اُس نے فون بند کر دیا۔کچھ پل کچھ سوچا پھر میز کی طرف واپس آیا۔
"سوری! وہ ایک "ضروری"کال تھی۔" اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا۔
"اِٹس اوکے! اِٹس ناٹ آ بِگ ڈیل۔"(ٹھیک ہے! یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے) الیتھیا نے عام انداز میں کہا۔
اور پھر ادھر بیٹھے انہیں علم ہی نہ ہوا کہ کب سورج آہستہ آہستہ پہاڑوں کی طرف رخ کرنے لگا۔ وہاں موجود سب لوگوں کی نگاہیں سامنے موجود طلسماتی منظر پر تھیں۔کچھ لوگ موبائل فونز میں یہ منظر محفوظ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔الیتھیا نے محسوس کیا کہ ان کا ٹیبل سب سے الگ دیوار کے قریب تھا۔ وہ چیئر سے اٹھی اور دیوار کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ اسے بے پناہ خوشی محسوس ہوئی۔سورج آہستہ آہستہ پہاڑوں کے پیچھے چھپنے کے کوشش کر رہا تھا۔ آسمان پر سرخ، نارنجی اور زرد رنگ ہر سو پھیلنے لگے۔ سمندر کی لہریں وقتاً فوقتاً اُس طرف آ ٹکراتیں۔
الیتھیا کو لگا کہ وہ اس جہاں میں موجود ہی نہیں ہے، جیسے وہ زندگی میں پہلی بار سورج غروب ہوتا دیکھ رہی ہو۔ وہ ہمیشہ سوچتی تھی کہ اگر یہ دنیا اتنی حسین ہے تو جنت کتنی حسین ہو گی! بلا ارادہ اس کے ہاتھ کی مٹھی کی گرفت گلے میں لٹکتے کراس پر مضبوط ہوئی۔ اس کی سبز آنکھوں میں بے پناہ حیرت، خوشی اور چمک تھی۔
وہ جو اس کے ساتھ کھڑا سامنے دلکش منظر کو دیکھ رہا تھا جب اسکی نطر الیتھیا پر پڑی تو پلٹنا بھول گئی۔ اُسے لگا کہ کائنات کا ہر رنگ الیتھیا کے چہرے پر سمٹ آیا تھا۔ اُس کی سبز آنکھوں میں پورا جہاں سمٹ سکتا تھا۔اس کے سنہرے بال دمق رہے تھے۔ وہ وہاں کھڑی ایک یونانی دیوی لگ رہی تھی جس کے حسن کے طلسم سے کوئی بھی پتھر کا بن جائے۔
جب الیتھیا نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تو جو شہد رنگ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا بے اختیار وہ اس کے سینے سے جا لگی۔

"You are the greatest person I have ever met!"

مد قابل اس پل کے لیے بالکل تیار نہ تھا۔ وہ واقعی پتھر کا ہو چکا تھا۔
الیتھیا نے جب دونوں بازوؤں سے تھامے اسے دیکھا۔ تو شہد رنگ آنکھیں سبز آنکھوں سے ملیں۔ اور وقت ٹھر گیا۔ اب الیتھیا نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔ اس کے سنہرے بال ہلکی ہوا سے اڑ رہے تھے۔ اندھیرا چھانے لگا تھا۔ کیفے میں اب نت نئے کھانوں کی خوشبو پھیلنے لگی تھی۔ وہاں کوئی روایتی ساز بھی بج رہا تھا۔ اس کے لیے وہاں مزید ٹھہرنا اسے واقعی پتھر بنا دیتا۔
اس نے سر کو ہلکے سے جنبش دی۔
"مجھے خوشی ہے کہ آپکو آج یہاں اچھا لگا"
وہ اتنا ہی کہہ سکا۔
الیتھیا پھر سر کو جنبش دیتے ہلکا سا مسکرائی۔
سورج ایجیئن سی کے پہاڑوں میں ڈوب چکا تھا۔ اور اُس کا دل کسی کی سبز آنکھوں میں۔
وہ دونوں آہستہ آہستہ چلتے کیفے سے باہر آ گئے۔
وہ دونوں اب پلاکا کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ وہ مکمل خاموش تھا۔ جبکہ الیتھیا کسی چھوٹی بچی کی طرح شرارتی انداز میں کبھی جھومتی اور اور کبھی ہاتھ تالی کے انداز میں بجاتی۔ وہ مسلسل بولے جا رہی تھی اور ساتھ ہنسی بھی جا رہی تھی۔
اُس نے سوچا کہ تمام گلیوں کی روشنیاں گل کرا دی جائیں اور سب کیفے موسیقی بند کر دیں۔ اُس کے لیے الیتھیا کی ہنسی کسی ساز سے کم نہ تھی۔ اور الیتھیا کے سنہرے بالوں کی چمک کسی روشنی سے کم نہ تھی۔
"پہلی بار مجھے کوئی شخص ایک خوبصورت منظر دکھانے، میری پسندیدہ جگہ، میری خواہش پوری کرنے لے گیا۔"
اب وہ پھر جھومی۔
"میں کیسا محسوس کر رہی ہوں، میں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتی۔" وہ مزید چہکی۔
اندھیرا مکمل پھیل چکا تھا۔ وہ دونوں "ایونجیلوز ہومز" کے سامنے آ رکے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے رکے تھے۔ الیتھیا مسکرائی اور اندر داخل ہو گئی۔ اندر داخل ہونے سے

پہلے اس نے ہاتھ ہلا کر الوداع کیا۔ اور پھر دروازہ بند کرتے اندر داخل ہو گئی۔ وہ کئی سمے دروازے کو تکتا کھڑا رہا۔

******

ایلینی صوفیا(۱۹۹۸)

اس دن کے بعد پروفیسر لیو ہر ڈسکشن میں ایلینی سے ضرور سوال کرتے، کبھی اس کی رائے طلب کرتے تھے۔ اسے لگتا وہ اسے سپیشل ٹریٹمنٹ دیتے ہیں۔ اسے زندگی میں کبھی کسی نے اتنی اٹینشن نہیں دی تھی۔ کبھی کسی نے اتنی ویلیو نہیں دی تھی۔
کلاس میں سب یہ محسوس کرنے لگے تھے کی وہ سر کی گڈ بکس میں تھی۔ یہ نئی بات نہیں تھی۔ وہ بچپن سے بہت ذہین تھے اور اس کے گھر میں شیلفز اس کی ٹرافیز سے بھری تھیں۔ ایلینی ہمیشہ سے اساتذہ کی پسندیدہ شاگردہ رہی تھی۔ وہ حیران رہ جاتی تھی کہ اسے گھر یا فیملی میں کبھی اتنی اہمیت نہ ملی تھی۔ مگر تعلیمی اداروں میں ہمیشہ اس کو بہت اہمیت حاصل رہی تھی۔ وہ اس چیز سے بھاگتی تھی۔ اسے سپاٹ لائٹ میں رہنا سخت ناپسند تھا۔ اس کا دل چاہتا وہ کوئی جادوئی ٹوپی پہن لے تاکہ کسی کو نظر نہ آئے۔

اسے کلاس میں ہمیشہ ہر سوال کا جواب آتا تھا جو کوئی پروفیسر پوچھیں۔ مگر وہ ہمیشہ خاموش رہتی۔ یا ماریا یا رالہ کے کان میں کہہ دیتی۔ وہ ہمیشہ اسے بولنے پر اکساتیں مگر کبھی کامیاب نہ ہوئیں۔

اس کی بچپن سے لے کر اب تک صرف یہ ہی دوستیں تھیں۔ مزید کبھی کسی دوست کی ضرورت محسوس بھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ زیادہ تر اکیلے ہی رہتی۔ اسے اپنی شخصیت میں کوئی کشش نہ لگتی اور نہ وہ پر اعتماد تھی۔ مگر اساتذہ کی زبان پر پہلا نام اسی کا ہوتا۔

اب وہ پروفیسر لیو کی نظروں میں آچکی تھی۔
وہ کبھی پروفیسر لیو کی نیلی سمندر جیسی گہری آنکھوں میں نہیں دیکھ پائی تھی۔ مگر کبھی ان کی دلکش مسکراہٹ سے نگاہ نہ ہٹا پائی تھی عموماً جب وہ بات کر رہے ہوں۔
پروفیسر لیو پوری یونیورسٹی میں مقبول تھے۔ اکثر سٹوڈنس ان کے پڑھانے کے انداز اور گہری فلسفیانہ باتوں کے گیت گاتے۔ پروفیسر لیو کا مشاہدہ بہت گہرا تھا۔ ان کا زیادہ فوکس امتحانات پر نہ ہوتا بلکہ کوئی بھی ٹاپک کلاس میں زیرِ بحث لاتے۔ پھر سٹوڈنس سے انکی رائے پوچھتے اور اپنے نظریات بھی بیان کرتے تھے۔
ایلینی نے ان سے بہت کچھ سیکھا تھا۔ وہ سوچتی کہ اگر اس کی ماں بھی زندہ ہوتیں تو شاہد اسے زندگی کے ایسے اسباق نہ پڑھاتیں جو اس نے پروفیسر لیو سے سیکھے۔ رالہ بھی پروفیسر لیو کی گرویدہ تھی حالانکہ وہ بہت کم لوگوں سے متاثر ہوتی تھی۔
ایلینی نے اکثر لڑکیوں کو پروفیسر لیو کی اٹینشن سیک کرتے محسوس کیا۔ مگر وہ پروفیسر لیو کا بہت احترام کرتی تھی۔ مگر یہ جبیث دل بیچ میں کہیں آ جاتا تھا۔ اب تو وہ پروفیسر لیو کو جہاں بھی دیکھتی وہاں سے بھاگنے کا کرتی۔
کلاس کے دوران بھی خاموش رہتی۔ اسے ہمیشہ لگتا کہ اب پروفیسر لیو اس کے رویّے سے مایوس ہو کر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے جیسا اکثر لوگ خاموش اور بور لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں مگر ان کے رویے میں کبھی تبدیلی نہ آئی۔ یہ بات اس کی دوستوں سے بھی مخفی نہ رہ سکی۔خیر یہ آخری سمسٹر تھا پھر سب ختم ہو جانا تھا۔

******

حصّہ سوم

(بادِ صرصر)

اتوار کو الیتھیا کو آف تھا۔ اس نے دن کے کھانے میں یوٹیوب کی مدد سے کوئی ریسپی ٹرائی کی۔ پھر کچھ یاد آنے پر فون نکالا اور میسیج ٹائپ کرنے لگی۔

"او سوری! کل مجھے اپنے پاگل پن میں بالکل یاد نہ رہا تمہیں اندر انوائٹ کرتی۔ ایم سوری! کتنی پاگل ہوں میں۔" اس نے ٹائپ کرتے ہوئے واقعی ماتھے پر ہاتھ مارا تھا۔

"اٹس فائن!" جواب تھوڑی دیر میں موصول ہوا۔

"میں تمہیں ڈنر میں کچھ اچھا سا بنا کے کھلاتی۔" الیتھیا نے اگلا پیغام لکھ کر بھیجا۔

"پھر کبھی۔" اگلا پیغام موصول ہوا۔

"اور یہ بتاؤ کہ کل تمہارا وقت کیسا گزرا تھا؟" الیتھیا نے ٹیکسٹ بھیجا۔

"بہت اچھا!" جواب سکرین پر چمکا۔

"مجھے عجیب محسوس ہو رہا ہے۔ میں کس قدر پاگل ہوں۔ اپنے پاگل میں دوسرے انسان کا دھیان ہی نہیں رکھتی۔" الیتھیا کو واقعی افسوس ہو رہا تھا۔

"اٹس اوکے! اٹس ناٹ آ بِگ ڈیل۔" (ٹھیک ہے، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔) جواب موصول ہوا۔

"کیا تم ابھی بزی ہو؟" الیتھیا نے پوچھا۔

"نہیں!" جواب موصول ہوا۔ "کیوں؟"

"کیونکہ میں نے ابھی ایک نئ ریسیپی ٹرائی کی۔ کیا تم آ سکتے ہو ابھی؟ ہم کھانا ساتھ کھاتے ہیں۔"الیتھیا نے تجویز پیش کی۔

"ہمم۔۔ بزی تو نہیں ہوں مگر میری کچھ اپائیمنٹس ہیں۔ سو میں نہ آ سکوں۔" یہ تمام گفتگو میں پہلا تفصیلی جواب تھا۔

"اوو!"الیتھیا کو مایوس ہوئی۔

"کوئی بات نہیں! ہم پھر کبھی ساتھ ڈنر یا لنچ کر لیں گے۔"اُس کی طرف سے پیغام موصول ہوا۔

"ہمم۔۔۔ ضرور!"الیتھیا نے لکھ کر سینڈ کیا۔

"کل کی شام میری زندگی کی بہترین شام تھی۔ میں نے زندگی میں پہلی بار کسی کی خواہش پر نیچر کے لیے وقت نکالا۔ اور میرا یہ فیصلہ انتہائی مسرت بخش تھا۔"

اُس کے پیغام بھیجا۔

"میں نے بھی پہلی مرتبہ اتوپیہ کیفے سے سورج غروب ہونے کا منظر دیکھا۔ سچ کہوں تو میں نے عام روٹین میں کبھی دھیان ہی نہیں دیا۔ مگر اب جب تک میری اپنی زندگی کا سورج غروب نہیں ہوتا میں اس دلکش منظر سے ہمیشہ اپنی آنکھوں کو خیرہ کرتا رہوں گا۔"

سکرین پھر روشن ہوئی۔

وہ جو اسے دو لفظی پیغامات کے ذریعے جواب دے رہا تھا۔ آخری دو پیغامات پڑھ کا الیتھیا کا دل بے پناہ خوشی سے بھر گیا۔ وہ کسی خاص جذبے کے زیرِ اثر مسکرا رہی تھی۔

"تمہارے دشمنوں کی زندگیوں کے سورج ڈوبیں۔" الیتھیا نے لکھ کر بھیجا۔

"خدا نہ کرے، خدا میرے دشمنوں پر بھی رحم کرے۔"اس نے فوراً جواب ٹائپ کیا۔

پاگل! اب اسے کیا پتا کہ اس کے دشمن کون ہیں!

الیتھیا نے پیغام پڑھ کر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

پھر فون سائیڈ پر رکھ کر کھانا کھانے لگی۔ ریسیپی کامیاب گئی تھی یا کیا وجہ تھی کہ ہر لقمہ اس کے منہ کو مزیدار ذائقے سے بھر دیتا۔

******

اس کے بعد الیتھیا میوزیم جانے لگی تھی۔ اور ہفتے تک اُن کی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ نہ ہی پیغامات کا تبادلہ ہوا تھا۔

وہ پلاکا کی تنگ گلیوں سے گزرتے ہوئے ایک کیفے میں داخل ہوا۔ سامنے ایک میز پر عمر الحسن موجود تھا۔ وہ اس کے سامنے جا کر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

عمر الحسن نے کافی آڈر کی۔

"کتنا وقت اور لگے گا تمہارا ایو نجیلوز ہومز میں؟" عمر الحسن نے اُس سے پوچھا۔

اُن کی ملاقات روز ہی ہوتی مگر آج ایک اہم بات چیت کے سلسلے میں وہ یہاں آئے تھے۔

"بس ایک ہفتہ اور لگے گا۔" اُس نے اُسے بتایا۔

"کیا تم صرف اسی کام کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے ہو؟" عمر نے پوچھا۔

"ہمم۔۔۔۔ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔" اس کی بات میں ابہام تھا۔

"زیاد! تم نے اتنے عرصے انتظار کیا۔۔۔ کیا تم مزید کچھ وقت صبر سے کام نہیں لے سکتے ہو۔۔۔ اپنی زندگی کیوں خطرے میں ڈال رہے ہو؟" عمر الحسن نے نہایت سنجیدگی اور فکر مندی سے کہا۔ اسے واقعی فکر تھی۔ یہ بات زیاد الہادی بھی جانتا تھا۔

"بہت انتظار کر لیا ہے۔ اب میں واقعی ترس گیا ہوں اپنی ماں کے چہرے کو دیکھنے کے لیے، اپنی ماں کا لمس محسوس کیے برس بیت گئے۔" زیاد الہادی کے لہجے میں کرب تھا۔

"جب مجھ سے گاڑی ٹکرائی تھی تو عمر! مجھے یوں لگا تھا کہ اب میری ساری زندگی صرف سلاخوں کے پیچھے گزرے گی اور ادھر ہی میں سر سر کے مر جاؤں گا۔"

اس نے وہ منظر یاد کرتے کہا جب اس سے گاڑی ایک یونانی شخص کی گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔

مگر ایسا ہوا تو کچھ نہیں تھا نا۔ میں نے سنبھال لیا تھا۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں زیاد! تم اکیلے نہیں ہو۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہیں یوں جیل میں مرنے کے لیے چھوڑ دوں گا۔" عمر نے اسے یقین دلاتے کہا۔

"رہ گئی بات زندگی کی تو کس کمبخت کو اس چوہے جیسی زندگی سے پیار ہے۔ جہاں ہر وقت شکنجے میں آجانے کا خطرہ ہو۔ زیاد نے کہا۔ وہ کافی مایوس لگ رہا تھا۔

"تم واقعی نہیں جینا چاہتے؟ تمہیں زندگی سے واقعی پیار نہیں ہے؟؟؟"عمر الحسن نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا۔
"نہیں!"زیاد نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے جواب دیا۔
"اچھا! پھر کون ایو نجیلوز ہومز کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر پہروں اسے تکتا ہے؟"عمر الحسن نے یوں ہی اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔
پہلے تو زیاد کی آنکھوں میں تعجب ابھرا پھر اُس نے نظریں چُرائیں۔
"کون اتوپیہ کیفے صرف ڈوبتے سورج کو دیکھنے جاتا ہے وہ بھی کسی حسین دوشیزہ کے ساتھ۔"عمر نے ایک اور وار کیا۔
اب کی بار زیاد نے نا سمجھی اور خاموشی سے عمر کو دیکھا۔
"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ صرف تمہارے ذہن کی پیداوار ہے۔" زیاد نے کافی کا سپ لیتے عمر کی بات کو ناک سے مکھی کی طرح اڑاتے بے پروائی سے کہا۔
"میں نے کب کہا"ایسا کچھ" ہے۔ اور تمہیں کیا پتا کہ میرے ذہن میں کیا پک رہا ہے؟" عمر نے خود اعتمادی سے کہا۔ اس پر زیاد کی بے نیازی کا کچھ اثر نہ ہوا۔
"پتا نہیں تم کیا بولے جا رہے ہو۔"زیاد نے کافی پیتے کہا۔"بائے دا وے کیا تم روز میرا پیچھا کرتے ہو؟"
اب کی بار زیاد کو واقعی جھٹکا لگا۔ اس نے کافی کا کپ سامنے میز پر رکھا۔
"ہاہاہا! یہ صرف اتفاق تھا۔ تم میرے لیے نا سمجھ ہو۔ تمہارا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔ تمہیں یوں غیر ملک میں کیسے غیر لوگوں میں اکیلا چھوڑ سکتا ہوں۔"
عمر نے صحیح تپانے والی مسکراہٹ اس کی طرف پھینکتے کہا۔
زیاد کچھ نہ بولا۔ خفگی سے منہ دوسری طرف موڑا اور کافی ختم کرنے لگا۔

******

اتوار کی صبح ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ الیتھیا جب بیدار ہوئی تو کھڑکی سے باہر دیکھتے مسکرانے لگی۔ اس کے فون پر ایک نوٹیفیکشن آیا۔

"ہم میلینا مرکوری کیفے میں ہیں۔ تم بھی آ جاؤ۔ سب مل کر ناشتہ کرتے ہیں۔" ایلینی صوفیا کا پیغام تھا۔

واؤ! کیا حسین موقع تھا۔ وہ جلدی سے ریڈی ہوئی۔ اس نے کریم کلر کا بلاؤز اور ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ اوپر نیوی بلیو سویٹر تھی۔ اس نے ہاتھ میں زنجیر والا بلیک ہینڈ بیگ لیا۔ پاؤں میں سفید جوتے تھے۔ سنہرے بال کھلے تھے۔

جب وہ کیفے میں داخل ہوئی تو ایک ٹیبل پر ایلینی صوفیا، ماریا اور رالہ بیٹھی تھیں۔ وہ انکی طرف بڑھی۔ آگے بڑھ کر ماریا اور رالہ سے ملی۔

پھر ایلینی کے ساتھ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ ماریا نے سب کی پسند کے مطابق ناشتے کے لوازمات آڈر کیے تھے۔ پھر انہوں نے ناشتہ کرنا شروع کیا۔

"او گاڈ! الیتھیا دن بدن خوبصورت ہوتی جا رہی ہے۔" ماریا نے الیتھیا کی جانب دیکھتے ذو معنی لہجے میں مسکراتے کہا۔

"یہ آپکی حسنِ نگاہ ہے آنٹی!" الیتھیا جھینپ گئی۔

"اینڈ سٹل، یو ڈونٹ ہیو آ بوائے فرینڈ، رائٹ؟" رالہ نے متجسس انداز میں پوچھا۔

ایلینی نے رالہ کو آنکھیں دکھائیں۔

"ہاہاہا! میں کتابوں، بارش، کافی، درختوں کے جھنڈ، ڈوبتے سورج، اور آرٹ سے محبت کرنے والی لڑکی ہوں۔ میں بوائے فرینڈز نہیں رکھتی۔ میں کسی انسان کے عشق میں مکمل ڈوبوں گی اور اس کی زندگی میں یوں رنگ بکھیر دوں گی جیسے سورج پہاڑوں کے پیچھے ڈوب کر ہر طرف حسین رنگ بکھیر دیتا ہے۔"

الیتھیا نے کافی کے گھونٹ اپنے اندر اتارتے کہا۔

"ہاہاہا!" اس پر ماریا اور رالہ دونوں نے مشترکہ قہقہہ بلند کیا۔ ساتھ موجود ٹیبل کے افراد نے ذرا سا پلٹ کر دیکھا پھر اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے۔ ایلینی خاموشی سے ناشتہ کر رہی تھی۔

"کیا ابھی تک تمہیں وہ انسان ملا؟" رالہ نے مزید کھوجنے والے انداز میں پوچھا۔

الیتھیا ایک ادا سے مسکرائی۔ وہ دونوں الیتھیا کی طرف ہی منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ الیتھیا نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو پھر اچانک خود ہی ایک قہقہہ بلند کر دیا۔ ان دونوں نے الیتھیا کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔
ایلینی خاموشی سے کافی کے سپ لے رہی تھیں۔
"زاریک کیا کہتا ہے اس کا کیا پلین ہے؟" ایلینی نے ماریا سے پوچھا۔
"شاید مارچ کے آغاز میں آجائے۔" ماریا نے بتایا۔
زاریک ماریا کا بیٹا تھا۔ ماریا ایک کامیاب بزنس مین کی بیوی تھیں۔ اور زاریک بزنس کے سلسلے میں ہی برطانیہ گیا ہوا تھا۔
انکی بیٹی کلا نتھا پڑھائی کے سلسلے میں سوئٹزرلینڈ گئی تھی۔ دراصل سوئٹزرلینڈ اس کا پسندیدہ ملک تھا۔ وہیں اس نے اپنی فیملی کی رضامندی سے اپنے یونی فیلو سے شادی کر لی تھی۔ وہ اب سوئٹزرلینڈ میں ہی سیٹل تھی۔
رالہ ایک ٹیچر تھیں۔ انہوں نے دیر سے ہی سہی مگر اپنی پسند سے شادی کی تھیں۔ اس معاملے میں وہ اپنی دوستوں پر سبقت لے گئی تھیں۔ ان کے دو ٹونس بچے تھے جو اب ٹین ایج میں تھے۔
ماریا یا رالہ جتنی بھی مصروف ہوں ایلینی کے لیے ان کے پاس ہمیشہ وقت ہوتا تھا۔ اور الیتھیا بھی ان کے لیے بہت خاص تھی۔
الیتھیا کے فون کی سکرین روشن ہوئی۔ اس نے دیکھا ایک پیغام آیا تھا۔
"کیا آج ہم ساتھ لنچ کر سکتے ہیں؟" یہ پیغام ایلکس کی جانب سے آیا تھا۔
باہر بارش ہو رہی تھی۔ تو اس نے خود بارش کو دیکھ کر آج کے دن کا انتخاب کیا تھا۔ وہ خوشگوار انداز میں مسکرائی۔
"شیور!" اس نے جواب لکھ کر سینڈ کیا۔
وہ ناشتہ کر چکی تھی۔ وہ اٹھی اور ماریا اور رالہ سے الوداعی گلے ملی۔ پھر کیفے سے باہر آگئی۔

"میں دوپہر ایک بجے ایو نجیلوز ہومز کے باہر ہوں گا۔" اگلا پیغام موصول ہوا۔
"اوکے!" الیتھیا نے جواب بھیجا۔
وہ گھر میں داخل ہوئی اور پھر اپنے عارضی کمرے میں آگئی۔ جوتے اتار کر شو ریک میں رکھے اور بیڈ پر کشن ہیڈ بورڈ سے ٹکائے نیم دراز ہو گئی۔
"تو پھر بارش سے لطف اندوز ہو رہی ہیں آپ؟" یہ اَن سین میسیج تھا۔
"ظاہر ہے۔" وہ ہلکا سا مسکرائی اور جواب لکھ کر بھیجا۔
اِن کی چیٹ ان باکس کے تھرو ہوتی تھی نہ کہ واٹس ایپ۔ نہ ان دنوں کا کسی اور سوشل میڈیا ایپ کے تھرو رابطہ تھا۔ یہ بھی ٹھیک ہے الیتھیا نے سوچا۔
"مجھے بھی بارش بہت اچھی لگ رہی ہے۔" اگلا پیغام موصول ہوا۔
"کیا اب تم میرے ساتھ فلرٹ کر رہے ہو؟" الیتھیا نے مسکراہٹ دبائے اگلا پیغام لکھ کر بھیجا۔
"نہیں! آپکو جاننا تھا نا کہ مجھے بارش اچھی لگتی ہے یا نہیں تو اس کا جواب ہے کہ مجھے بارش اچھی لگ رہی ہے۔" الیتھیا نے پیغام پڑھا۔
"اچھا! لیکن میں نے تم سے کب پوچھا؟" الیتھیا نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔
"کیونکہ میں آپ کا پسندیدہ شخص ہوں ناتب بتا رہا۔" اگلا پیغام موصول ہوا۔
اس بار الیتھیا نے سر پیچھے گرا کر قہقہہ لگایا۔ وہ مسکراتے ہوئے ٹائپ کرنے لگی۔
"اچھا!" پھر جب کوئی مزے کا جواب ذہن میں نہ آیا تو یہی لکھ بھیجا۔
ان کی گفتگو ختم ہو گئی تھی۔ انہیں ایک دوسرے کو کہنا نہ پڑتا تھا بلکہ ایک مقام پر خود ہی پیغامات کا سلسلہ رک جاتا تھا۔
پھر ایک بجے سے پچیس منٹ پہلے وہ وارڈ روب کے سامنے کھڑی سوچ رہی تھی کہ کون سا لباس پہنے۔
اس نے گرے سویٹر کے ساتھ پیچ کلر کا سکرٹ پہنا۔ بال مانگ نکالے دونوں کندھوں پر گرے تھے۔ ایک کیوٹ سا چھوٹا فیشن ایبل سا بیگ کراس کی طرح گلے میں پڑا تھا۔ کانوں میں ہارٹ کی شکل کے پیچ کلر کے ٹاپس تھے۔ پاؤں میں سفید جوتے تھے۔

پھر ڈور بیل بجی۔
اس نے آخری بار آئینے میں اپنا سراپا دیکھا۔
پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
جب دروازہ کھولا تو وہ سامنے چھتری لیے کھڑا تھا۔اسے دیکھ کر مسکرایا۔ بلیک جینز کے اوپر بلیک سویٹر اور اور ہلکے بادامی رنگ کا لمبا کوٹ تھا۔
الیتھیا نے دروازہ بند کیا اور وہ آگے بڑھا اور الیتھیا کے سر پر چھتری کی۔ الیتھیا اس کی ہمراہی میں چلنے لگی۔

******

ایلینی صوفیا(۱۹۹۸)

ایلینی شام کو ٹیرس پر کتابیں لیے بیٹھی تھی۔ جب ایک کتاب کے اندر اسے کچھ پڑا محسوس ہوا۔ اس نے کتاب کھولی۔ اندر ایک مرجھائی اور مسلی ہوئی سرخ گلاب کی کلی کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت خط کا لفافہ تھا۔ جب اس نے وہ کھولا تو سامنے کاغذ پر چند سطریں تحریر تھیں۔
"ایلینی صوفیا جارجیو!
شاہد تمہیں میرا انداز غیر مناسب لگے۔ مگر یہ سچ ہے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ میں نے بہت جھٹلایا ہے اپنے اس خیال کو مگر اب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہارے سامنے اظہار کر رہا ہوں۔ شاید میرے بے چین دل کو کچھ قرار آجائے۔ میں باقی کا فیصلہ مکمل تم پر چھوڑتا ہوں۔
کائیدن زیفیر ریزیکوس!"
ایلینی وہ صفحہ ہاتھ میں لیے کچھ پل تعجب سے ساکت بیٹھی رہی۔
اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کلاس کا ایک پر اعتماد، ٹاپر اور ایک ڈیسنٹ شخص یوں اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کرے گا۔ وہ ایک ہینڈ سم لڑکا تھا۔ اور کلاس کی کئی لڑکیوں

کا رجحان اس کی طرف تھا۔ مگر اس سب کے باوجود ایلینی کو کائیدن کے لیے ایسا کچھ نہ محسوس ہوا جو ایک پسندیدہ شخص کے لیے محسوس ہو سکتا ہے۔ شاید سرلیو نے اس کے دل پر تالے چڑھا دیے تھے۔ اسے لگتا کہ اگر وہ کسی اور کے بارے میں سوچے گی بھی تو خیانت کی مرتکب ہو گی۔ اس کے بعد وہ یونیورسٹی گئی مگر کائیدن کو مکمل نظر انداز کیا۔

ایلینی کو اندازہ تھا کی کائیدن سچ کہہ رہا ہے۔ اس کے باوجود اس نے کائیدن سے نہ اقرار کیا نہ انکار۔

پھر کائیدن نے اسے فون پر ٹیکسٹ کیا۔ ایلینی نے نہیں پوچھا کہ فون نمبر کہاں سے حاصل کیا۔ کبھی وہ اس کے کچھ پیغامات کے جواب دے دیتی اور زیادہ تر مکمل نظر انداز کرتی تھی۔ وہ اس کا پورا امتحان لے رہی تھی۔ پتہ نہیں کس بات کا بدلہ وہ کائیدن سے لے رہی تھی۔ اسے خود اپنی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

مگر کائیدن اس کے لیے ہمیشہ موجود ہوتا تھا۔ اس سے متعلق چھوٹی سے چھوٹی بات بھی اسے حفظ ہوتی تھی۔ وہ فضول گو انسان نہیں تھا۔ ایلینی جب اسے ریپلائے دے تو فوراً اس کا ٹیکسٹ آ جاتا جیسے وہ فون ہاتھ میں لیے ایلینی کا ٹیکسٹ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ایلینی کو بہت خوشی ہوتی کہ کوئی اس کے لیے اتنا بے چین رہتا ہے۔ اس کی ہر بات کو ہر ممکن پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تو کیوں کرتا ہے؟ احمق ہے نا! تو کیا اسے خود ایلینی کے انداز سے نہیں محسوس ہوتا کہ ایلینی کو اس کی ذات میں دلچسپی نہیں ہے۔ وہ پھر کیوں ہر بار بندر کی طرح آ لپکتا۔ ایلینی نے کبھی کسی سے محبت کا اظہار کیا ہے؟ وہ خود پر جبر کیے رکھتی ہے۔ وہ صرف اپنے پسندیدہ انسانوں کو دیکھتی ہے، ان کو ایڈ مائر کرتی ہے۔ ان کو خوش دیکھنا چاہتی ہے۔ خود بے شک سلگتی رہے۔ مگر اس نے کبھی انکو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔

وہ کبھی کسی کو خود کے قریب نہیں آنے دینا چاہتی تھی کیونکہ اسے لگتا تھا کہ وہ انہیں سنبھال نہیں پائے گی۔ وہ انہیں کھو دے گی یا راکھ کر دے گی۔ اسے اپنے اندر موجود ادھوری خوشیوں، خواہشوں اور ناحق ملے غموں پر بغاوت میں چھڑی ایک جنگ محسوس ہوتی جو سب تباہ کر دینا چاہتی ہو۔

وہ ایلکس کی ہمراہی میں آگے بڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلاکا کی گھما گھمی سے دوڑ ایک خاموش علاقے میں آگئے تھے جہاں کچھ عمارتیں تھیں مگر اتنی شاندار نہیں تھیں۔ ایلکس ایک عمارت کے سامنے رکا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص نے دروازہ کھولا۔ الیتھیا کو لگا کہ شاید اُس نے اِس شخص کو کہیں پہلے بھی دیکھا تھا مگر اب یاد نہیں آرہا تھا۔ وہ دروازہ پورے کھولے سائڈ پر ہوا۔ الیکس نے چھتری طے کی اور الیتھیا کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ دروازے پر موجود شخص نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو ہلکے سے جنبش دی۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"خوش آمدید!" اس نے خوش دلی سے کہا۔

الیتھیا کو اس کا یوں احترام دینا بہت اچھا لگا تھا۔

الیکس بھی اندر داخل ہوا اور انہوں نے دروازہ بند کیا۔ سامنے ایک کمرہ موجود تھا جو نہ بہت بودسیدہ تھا اور نہ بہت عالیشان بلکہ درمیانے طرز کا تھا۔ دو سنگل بیڈ موجود تھے۔ ساتھ ایک کچن اور ایک باتھ روم تھا۔ کچن میں میز اور کرسیاں موجود تھیں اور ضرورت کا کچھ سامان تھا۔ کچن سے کھانے کی بہت زبردست خوشبوئیں آرہی تھیں۔

الیتھیا نے سوچا نہیں تھا وہ ایسی جگہ آئے گی۔ وہ مایوس نہیں تھی مگر متجسس تھی۔

"یہ میرا دوست یانِس ہے، دراصل یہ ہی میرا واحد دوست اور غم گسار ہے۔ بلکل بھائیوں کی طرح میرا خیال رکھتا ہے۔"

الیتھیا نے مسکراتے ہوئے سر کو جنبش دی۔

"آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔ آپ کا شکریہ جو آپ نے ہمارے غریب خانے کو رونق بخشی۔

"یانِس نے نہایت گرمجوشی سے کہا۔

"آپ کے خلوص کا بہت شکریہ!" الیتھیا نے تہہ دل سے کہا تھا۔

"دراصل مجھے ایک کام سے جانا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سے پھر ملاقات ہوگی۔" اس نے اپنی مصروفیت کے متعلق اگاہ کیا۔

"ضرور۔" الیتھیا نے کہا۔

پھر وہ وہاں سے رخصت ہوگیا۔

ایلکس نے الیتھیا کو کچن میں مدعو کیا۔ وہ وہاں ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ میز پر کھانے کے برتن موجود تھے۔ وہ ایک برتن میں سے کھانا نکال کر ڈالنے لگا۔

"کیا یہ ہی ایک واحد دوست ہے؟" الیتھیا نے پوچھا۔

"بچپن میں اور بھی دوست تھے۔ مگر پھر وہ بچھڑ گئے۔" وہ پلیٹ میں کھانا ڈال چکا تھا۔

میز پر تین طرح کی ڈشز موجود تھیں۔ تینوں سے الیتھیا انجان تھی۔

"بچھڑ گئے؟" الیتھیا نے حیرانگی سے پوچھا۔

"یعنی انسان کی زندگی میں کئی دوست آتے ہیں اور کئی چلے جاتے ہیں۔ تو اس حساب سے یانِس میرا واحد قریبی دوست ہے۔"

"اب تو مجھے میرے پسندیدہ انسان کے دوست کے بارے میں بھی علم ہو گیا ہے۔" الیتھیا نے مسکراتے کہا۔

"کھانا شروع کیجئے!" اس نے جواباً مسکراتے کہا۔

"یہ کیا ہے؟" الیتھیا نے ایک ڈش کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔

"دراصل آج میں نے بھی یوٹیوب سے کچھ ریسیپیز ٹرائے کی ہیں۔ کبھی زبان کو نئے ذائقے بھی چکھ لینے چاہییں۔" اس نے جواباً کہا۔

اس کے سامنے ایک ڈش موجود تھی جو کہ سوجی سے بنی تھی جس میں گوشت، کچھ سبزیاں اور ساس شامل تھے۔

دوسری ڈش ایک مٹی کے برتن میں تھی جس میں بھی گوشت، سبزیاں اور خشک میوہ جات شامل تھے۔

الیتھیا نے باری باری دونوں کو ٹیسٹ کیا۔ زبان نے واقعی نیا ذائقہ چکھا تھا۔ دونوں ڈشز بہت ہی عمدہ اور لذیذ تھیں۔

"واہ!" اس نے شہادت کی انگلی کو انگھوٹے سے ملاتے تعریفی انداز میں کہا۔

"آپ مزید کھائیے۔ تعریف بعد میں کر دیجیے گا۔" اس نے جھینپتے ہوئے کہا۔

میز پر سادہ پانی موجود تھا۔

وہ زیادہ نہیں بولتا تھا۔ بلکہ بہت کم بولتا تھا۔ مگر اس کی شہد رنگ آنکھیں بولتی تھیں اور

بے تحاشا بولتی تھیں۔ جب وہ مسکراتا تو لبوں سے زیادہ اس کی آنکھیں مسکراتی تھیں۔ الیتھیا چندپل اس کے بائیں گال میں پڑتے گڑھے کو دم بخود دیکھتی۔ الیتھیا کو لگتا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اسے کمیونیکیشن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ انسانوں کے دماغ پڑھ سکتا ہے۔ جیسے اسے علم ہو کہ کسی انسان کو کیا چاہیے۔ اس کے دل و دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

وہ سنجیدگی سے نوالے لے رہا تھا۔ مگر وہ پوری یقین دہانی کر رہا تھا کہ الیتھیا کمفرٹیبلی کھانا کھا رہی ہے یا نہیں، اسے کچھ چاہیے تو نہیں۔ بڑے دھیان سے اس کی بات سنتا اور پھر مختصر جواب دیتا تھا مگر اس کی بات اپنے معنوں میں مکمل ہوتی تھی۔ وہ بلکل کمپوز بیٹھا تھا مگر اس کی شہد رنگ آنکھیں جیسے جسم کا ہر حصہ بن کر حرکت کرتی تھیں۔ کھلی کتاب تھیں اسکی آنکھیں۔ اسکی آواز دھیمی ہوتی اور ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے بولتا تھا۔

"کیا تم نے پہلی بار یہ ریسیپیز ٹرائے کی ہیں؟" الیتھیا نے ہاتھ میں چمچ پکڑے اس سے پوچھا۔

"دراصل میں نے یہ ڈشز بہت بار کھائی ہیں۔ مگر خود آج پہلی بار ٹرائے کی ہیں۔ اور یانِس نے میری مدد کروائی ہے۔" اس نے معصومیت سے انکشاف کیا۔

"تو یہ تمہاری پسندیدہ ڈشز ہیں؟" الیتھیا نے اس سے پوچھا۔

"ہمم۔۔۔ میری اماں ہمیشہ بناتی تھیں۔ اب کبھی کبھار یانِس بھی بنا لیتا ہے۔ میں نے پہلی بار بنانے کی کوشش کی۔" اس نے بتایا۔

"تمہاری فیملی کہاں ہے؟ اور تم یہاں اپنے دوست کے ساتھ کیوں موجود ہو؟" الیتھیا نے کب سے ذہن میں مچلتا سوال اس سے پوچھا۔

"دراصل میں کام کے سلسلے میں یہاں رہتا ہوں۔ تو گھر والے ساتھ نہیں ہیں۔" اس نے جواباً کہا۔

الیتھیا کھانے سے ہاتھ کھینچ چکی تھی۔ اس نے تیسری ڈش اس کے سامنے رکھی۔ یہ ایک کیک تھا جس پر شہد اور نٹس موجود تھے۔

الیتھیا نے دو پیس کاٹے۔ ایک پلیٹ میں رکھ کے اس کے سامنے کیا اور ایک اپنے سامنے رکھا۔

"کون کون ہے گھر میں؟" الیتھیا نے پوچھا۔

"میری ماں اور دو چھوٹی بہنیں ہیں۔" اس نے جواباً کہا۔
"تم اپنی فیملی میں سب سے زیادہ۔۔۔۔۔۔" بات الیتھیا کے منہ میں ہی رہ گئی۔
"اپنی ماں کے قریب ہوں۔" اس نے بات مکمل کی۔
کچھ پل خاموش ہوئی۔ پھر وہ دونوں مسکرائے۔
الیتھیا کو اس کا ساتھ اچھا لگتا تھا۔ سکون تھا۔ نہ کوئی امیدیں، نہ بحث، نہ کسی چیز کی وضاحت، نہ کوئی ڈیمانڈ۔ بس ٹیلی پیتھی کی طرح ایک دوسرے کو سمجھنا اور محسوس کرنا۔ نہ یہ ٹینشن کہ دوسرا کیا سوچے گا اور نہ ایک دوسرے کو متاثر کرنے کی ضرورت تھی۔
جب وہ کیک کھا چکے تو وہ اٹھا اور نہایت طریقے سے برتن اٹھا کے سامنے شیلف پر رکھے تھے۔ استعمال شدہ برتن دھونے کے لیے سنک میں رکھے تھے۔
الیتھیا نے فون کی طرف دیکھا۔ ڈھائی بج گئے تھے۔ وہ کافی بنانے لگا تھا۔
"ہمم۔۔ تو تمہیں کافی پسند ہے؟" الیتھیا نے دونوں ہاتھ تھوڑی تلے رکھے اسے کافی بناتے دیکھتے کہا۔
"جی پی لیتا ہوں۔" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
"تم اتنے فارمل کیوں ہو؟ تم مجھے "تم" کہہ سکتے ہو۔" الیتھیا نے اس سے کہا۔
اس نے دونوں مگ میز پہ رکھے اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔
"کوشش کروں گا۔" اس نے سپ لیتے کہا۔
"گڈ بوائے!" الیتھیا نے اسے شاباشی دینے والے انداز میں کہا۔
پھر جب وہ یونہی اس کی ہمراہی میں واپس آرہی تھی تو آنے کے بجائے بارش میں یونہی وہ خاموش مختلف گلیوں میں ٹہلتے رہے۔ پھر وہ بغیر کسی سے کچھ کہے ٹیلی پیتھی سمجھنے والے ایونجیلوز ہومز کے سامنے آرکے۔ الیتھیا اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور پھر اندر چلی گئی۔

******

ایلینی صوفیا(۱۹۹۸)

ایلینی امتحانات سے پہلے کافی دن یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔ صبح آخری دن تھا اور اسے ہر حال

میں اسائنمنٹس جمع کروانے تھے۔ رالہ اور ماریا آج دونوں غیر حاضر تھیں۔ وہ نہایت کشمکش کا شکار تھی کہ اب پروفیسر لیو تک اس کے اسائنمنٹس کون پہنچائے۔ اسے رونا آ رہا تھا۔ مگر وہ کلاس میں کسی اور کی بھی مدد نہیں لینا چاہتی تھی۔ ہلکی ہلکی بوندا باری ہو رہی تھی۔ اسے بارش سے سخت قسم کی کوفت ہوتی تھی۔ دل کو عجیب سی اداسی اور مایوسی محسوس ہونے لگتی تھی۔

اُس نے ہلکے سے دروازے پر دستک دی۔

"یس!" اس کا دل مٹھیوں میں بھینچنے ہوا۔ وہ اندر داخل ہوئی۔

"سر! یہ اسائمنٹس۔" اس نے میز پر اسائمنٹس رکھے اور پلٹنے کی تیاری کرنے لگی۔ اور پلٹ بھی گئی۔

"ایلینی!" پروفیسر لیو نے اسے پکارا۔

اسے لگا آسمان اس کے قدموں تلے آ چکا ہے۔ وہ میکانکی انداز میں پلٹی۔

"بیٹھیے!" پروفیسر لیو نے سامنے چیئر کی طرف اشارہ کیا۔

وہ ہچکچاتے ہوئے بیٹھ گئی۔

"آپ کافی دن یونیورسٹی نہیں آئیں۔ آپ ٹھیک تھیں؟" انہوں نے فکرمندی سے پوچھا۔

"یس سر! میں ٹھیک تھی۔" ایلینی کی نظریں گود میں موجود ہتھیلیوں پر تھیں۔ لاشعوری طور پر ایک انگھوٹھا دوسرے انگھوٹھے کے ناخن پر رگڑ رہی تھی۔

"اب کیسی ہیں؟" انہوں نے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں سر!" ایلینی نے ہلکے سے سر اٹھا کر کہا۔

"ایگزامز کی تیاری کیسی ہے؟" انہوں نے مزید پوچھا۔

"اچھی ہے سر!" ایلینی نے یونہی کہا۔ وہ نہایت اضطراب کا شکار لگ رہی تھی۔

"آپ بولتی نہیں ہیں نا، ہمیشہ خاموش رہتی ہیں۔ ایسے دنیا کو کیسے پتا لگے گا کہ آپ کس قدر ذہین ہیں۔ آپ سارا علم خزانے کی طرح اپنے پاس ہی دفن رکھیں گی!" انہوں نے نرمی سے کہا۔

پروفیسر لیو اس وقت بڑے مشفق لگ رہے تھے۔ ایلینی اس بار کچھ نہ کہہ پائی۔ مگر اب اضطراب میں کمی آئی تھی۔ کاش کبھی ایلینی کے والد بھی یوں بیٹھ کر اس سے بات کرتے!

"آپ نے کلاس میں بلکل رسپانس کرنا چھوڑ دیا ہے۔ وجہ پوچھ سکتا ہوں؟"انہوں نے پوچھا۔
"آئی ڈونٹ نو سر!" ایلینی نے اپنا پسندیدہ جواب دیا مگر اس بار اسے اپنا آپ گلٹی بھی فیل ہوا۔
"اوکے! تو پھر اس طرح ہمیشہ خاموش رہنے اور بھاگنے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا؟"انہوں نے اب سنجیدگی مگر نرمی سے پوچھا۔
انہوں نے چیئر گھمائی۔ نظریں ایلینی پر ہی تھیں۔

"I don't feel like I belong anywhere. "

ایلینی نے اپنا خیال ظاہر کیا۔
"وائے؟"انہوں نے پوچھا۔
"مجھے علم نہیں۔"ایلینی نے کہا۔
"جس طرح باقی انسانوں کا اس کائنات پر اور اسکے اثاثوں پر حق ہے، ویسے بلکل آپ کا بھی حق ہے۔" وہ گویا ہوئے۔"اور زندگی میں کچھ مواقع خود پیدا کرنے پڑتے ہیں۔"
ایلینی اب بالکل کمپوزڈ تھی۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر ان کی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔
"مجھے کائنات کی کوئی چیز اپنی نہیں لگتی۔ کوئی انسان اپنا نہیں لگتا۔"ایلینی نے کہا۔
"آپ نے کسی کو اپنانا بھی نہیں ہے۔ آپ نے صرف اپنے حصے کی زندگی کو" جینا "ہے۔ ہر تعلق کو محسوس کرنا ہے۔ کوئی دکھ اتنا قیمتی نہیں ہے کہ انسان کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہے۔" انہوں نے کہا۔
ایلینی کی آنکھوں میں اب ہلکی سی نمی تھی۔
"میرے بس میں کچھ نہیں ہے۔"اس نے ناامیدی سے کہا۔"اداسی میری روح کے ساتھ چپک گئی ہے۔"
"تو کیا اداس رہنا آپ کا فریضہ بن چکا ہے؟"انہوں نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔
وہ کچھ نہ بولی۔
"آپ اداس ہیں کیونکہ آپ اداس رہنا چاہتی ہیں۔ آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کسی خوشی پر آپ کا حق نہیں۔ اسی وجہ سے آپ سب سے بھاگتی ہیں۔"
"میں نے کہا نا میرے بس میں نہیں۔ میری سوچیں میرے بس میں نہیں ہیں۔ جیسے کوئی

اور طاقت مجھ پر حاوی ہو۔ کبھی مجھے لگتا ہے کہ یہ زندگی کوئی اور گزار رہا ہے۔ میری آنکھیں صرف یہ سب رونما ہوتا دیکھ رہی ہیں۔ ریموٹ کنٹرول کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔"

"تو آپ وہ ریموٹ کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیں۔" انہوں نے حل پیش کیا۔

ایلینی نے ان کی طرف دیکھا جیسے وہ کوئی بچے ہوں اور اس کی بات نہ سمجھیں ہوں۔

"آپ اپنی آنکھوں سے ماضی کے چشمے اتار دیں۔ اور کبھی کبھی ہمارے بہت قریبی لوگ ہمارے مزاج کے بلکل برعکس ہوتے ہیں۔ ہم انہیں نہیں بدل سکتے ہیں۔ تو کیا ہم اس غم میں مر جائیں!!!"

اب کی بار وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولے۔

"آپ اپنے دماغ کو خود ڈائیریکشنز دیں کہ اس نے کیا کرنا ہے۔ نہ کہ آپ کا دماغ ماضی کے واقعات اور انسانوں کے متعلق وہی اداسی، خوف اور اینزائیٹی کے کیمیکلز ریلیز کرے۔"

انہوں نے بات مکمل کر کے بایاں آبرو اوپر اٹھایا جیسے تائید چاہی تھی۔ وہ ہلکے سے مسکرا دی۔ جیسے وہ متفق ہو۔

"اب سے ایلینی صوفیا خود پر یقین رکھے گی۔ اب ایلینی صوفیا اداس نہیں رہے گی۔ اب ایلینی صوفیا دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھے گی۔ ہمم؟؟؟

بات کے اختتام پر انہوں نے دونوں آبرو اٹھائے سوالیہ انداز میں اچکائے۔

جس پر ایلینی نے جواباً نم زدہ آنکھوں سے ایک گہری، یقین دلاتی مسکراہٹ دی۔

وہ ایسے ہی مسکراتے ہوئے کسی سحر میں اٹھی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی باہر آگئی۔ راہداری سے چلتے ہوئے باہر گراونڈ میں آگئی تھی۔ نظر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ پھر کسی چھوٹی بچی کی طرح ہتھیلیاں کھولیں۔ ان پر ننھے ننھے بارش کے قطرے گرنے لگے۔

یوں ہی مسکراتے اور جھومتے وہ یونیورسٹی کے دروازے سے باہر نکل آئی۔ اسے آس پاس بلکل کسی کی خبر نہ تھی۔ داخلی دروازے میں کھڑے کائیدن نے جب یہ منظر دیکھا تو پلکیں جھپکانا بھول گیا۔ اس کی پلکیں تب ہی جھکیں جب ایلینی نظروں سے اوجھل ہوئی۔

******

الیتھیا (۲۰۲۴)

پھر وہی روٹین شروع ہو چکی تھی۔ الیتھیا میوزیم آجاتی تھی۔ ایلینی اپنی دنیا "سنتچوئی اینڈ اسٹائل" میں موجود ہوتی تھیں۔ اور وہ دوبارہ سے پینٹ کرنے میں مشغول تھا۔ اس نے الیتھیا سے کہا تھا کہ جب تک پینٹنگ مکمل نہیں ہو جاتی وہ تب تک اپنے کمرے میں نہ جائے۔
منگل کی رات کھانے پر ان کے گھر دعوت تھی۔ ماریا کا بیٹا زاریک واپس یونان آچکا تھا۔ حالانکہ ماریا نے مارچ کا بولا تھا مگر وہ جلد آگیا تھا۔
الیتھیا نے ایلینی کی مدد کی تھی اور ایلینی نے کافی اشتہا انگیز کھانے بنائے تھے۔ بہترین وائن وہاں موجود تھا۔ ایلینی جب کسی کو خاصیت دیتی تھیں تو بہت زیادہ دیتی تھیں۔ الیتھیا کو علم ہو گیا تھا کہ کوئی خاص دعوت ہے۔
اس نے پرپل سویٹر کے ساتھ بلیک فُل لینتھ سکرٹ پہنا تھا۔ اس کے بالوں میں پرپل ہیئر بینڈ تھا۔
ڈور بیل بجی۔ ایلینی نے الیتھیا کو آواز لگائی۔ وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر سیٹ کر رہی تھیں۔
الیتھیا نے دروازہ کھولا۔
سامنے مسکراتی ہوئی ماریا کھڑی تھیں۔
ان کے پیچھے دراز قد زاریک کھڑا تھا۔ اس کا آوٹ فٹ مکمل بلیک تھا۔ اس کی انکھیں ہیزل تھیں اور شیو ہلکی ہلکی بڑھی تھی۔ اس کے نقوش بہت دلکش تھے۔ جیسے کوئی یونانی دیوتا ہو۔
"ہمم"! ماریا نے گلا کھنکھارا۔
الیتھیا فوراً الرٹ ہوئی۔ اس نے انہیں اندر بلایا۔ ماریا آگے بڑھ کر اس سے ملیں۔
"نائس ٹو میٹ یو۔" الیتھیا نے زاریک سے ہاتھ ملاتے مسکراتے ہوئے کہا۔
اس نے سر کو ہلکے سے جنبش دی۔ مگر اس کے چہرے پر مکمل سنجیدگی تھی۔ اس کی ہیزل آنکھوں میں مقناطیسی کششِ تھی۔

وہ سب چلتے ہوئے حال میں آئے۔ ایلینی ان سے گرم جوشی سے ملی تھیں۔ انکو کافی پیش کی گئی۔ اس کے بعد وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔

ایلینی کی توجہ کا مرکز مکمل زاریک تھا۔ وہ اس کو کوئی ڈش پیش کرتیں اور ساتھ کوئی سوال پوچھ لیتی تھیں۔ جس پر وہ اپنی گھمبیر نہایت دلکش آواز میں سوال کے مطابق کبھی مختصر اور کبھی تفصیلی جواب دیتا تھا۔ جواب دیتے وقت پہلے تحمل سے بات مکمل کرتا پھر نوالہ بھرتا یا کھانے کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ الیتھیا کا اس کی مقناطیسی نگاہیں خود پر محسوس ہوتی رہی تھیں۔

ماریا یوں الیتھیا کے سامنے کھانا رکھتیں جیسے وہ نہیں بلکہ الیتھیا مہمان ہو۔ اگر یہاں رالہ ہوتیں تو وہ بھی یوں ہی کرتیں۔

پھر کھانے کے بعد کچھ دیر کی گفتگو کے بعد وہ لوٹ گئے تھے۔

صبح ناشتے کی میز پر وہ دونوں ساتھ بیٹھی تھیں۔ الیتھیا میوزیم کے لیے نکلنے والی تھی۔

"تمہیں زاریک کیسا لگا؟"جب ایلینی نے بریڈ پر جیم لگاتے اس سے پوچھا۔

"کیسا لگا؟ مطلب ٹھیک تھا، مناسب تھا۔"الیتھیا کو سوال کی نوعیت سمجھ نہ آئی تو یونہی بول دیا۔

"میں زاریک کو تمہاری شادی کے حوالے سے دیکھ رہی ہوں۔ ماریا کا بھی یہی خیال ہے۔ تب ہی وہ زاریک کو خاص تم سے ملوانے لائی تھی۔"ایلینی نے اسے اگاہ کیا۔

"واٹ؟"الیتھیا کو جھٹکا لگا۔ "لکس وائز تو کمال کا انسان ہے، ویل مینرڈ بھی تھا، مگر شادی کے حوالے سے تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔"الیتھیا نے اپنی رائے دی تھی۔

"الیتھیا میں سنجیدہ ہوں۔ وہ تمہارے لیے کب سے میری نظر میں ہے۔ ایک ملاقات سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تم دونوں ملو گئے اور ایک دوسرے کو سمجھو گئے تو پھر تم خود فیصلہ کر لینا۔ فالحال تم دونوں کو وقت کی ضرورت ہے۔"ایلینی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"Mom! I am seeing someone."

الیتھیا نے اچانک سے کہا۔

"واٹ؟"اب ایلینی کو جھٹکا لگا تھا۔

"یس مام! آئم شیور!" الیتھیا نے واضح الفاظ میں کہا۔

ایلینی نے پہلے نا سمجھی سے الیتھیا کو دیکھا۔ پھر برتن اٹھاتے بولیں۔
"الیتھیا تم میوزیم سے واپس آؤ۔ ہم شام کو اس ٹاپک پر بات کرتے ہیں۔" ایلینی نے اس کی بات کو ناک سے مکھی کی طرح اڑاتے کہا۔
"مام! آئم سیریس۔" الیتھیا نے احتجاجاً کہا۔
"آئے نو!" ایلینی نے اسی انداز میں کہا۔
الیتھیا اپنا منہ سا لے کے رہ گئی۔

******

ایلینی صوفیا (۱۹۹۸)

ایلینی کے امتحانات اچھے ہو گئے تھے۔ وہ ماریا اور رالہ ایک پارک میں بیٹھی کول ڈرنکس کے مزے لے رہی تھیں۔
"میں نے تم دونوں کو کچھ بتانا ہے۔" جب ایلینی نے کہا۔
"کیا؟" وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔
"کائیدن جو ہماری کلاس میں پڑھتا ہے۔۔۔۔"
"ہاں، ظاہر ہے ہمیں پتا ہے۔" ماریا نے بے صبری سے کہا۔
"اس نے مجھ سے کہا ہے کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔" ایلینی نے آخر کار کب سے خود تک رکھی بات انہیں بتا ہی دی۔
"کیا؟" ماریا کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ رالہ بھی تعجب بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"ہاں! پہلے اس نے مجھے خط لکھا تھا۔ پھر فون پر تھرو ٹیکسٹ میسیجز بات ہوتی رہی۔" ایلینی نے انہیں مزید اگاہ کیا۔
"ہم کہاں تھیں؟ مطلب اب تک ہم کیسے بے خبر رہیں۔" ماریا نے بے یقینی سے کہا۔
"دراصل یہ بات آگے بڑھی ہی نہیں۔" ایلینی نے کہا۔

"دیٹس گریٹ ایلینی!" رالہ نے خوشی سے کہا۔ "تم نے پھر اسے کیا کہا؟" اسے مزید جاننے میں دلچسپی ہو رہی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں۔" ایلینی نے کندھے اچکاتے لاپروائی سے کہا۔

"کیا مطلب کچھ نہیں۔" ماریا بولی۔ "تمہیں اسے جواب دینا چاہیے تھا۔"

"میرے پاس کچھ جواب ہی نہیں۔" ایلینی کنفیوز سا بولی۔

"کیا مطلب جواب نہیں۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ تمہیں اس سے بات کرنی چاہیے۔ بلکہ تمہیں اس سے ملنا چاہیے۔" ماریا جب بولی تو بولتی چلی گئی۔

"تم دونوں کی جوڑی کمال کی ہو گی ایلینی! مجھے تو بہت خوشی ہو رہی۔۔۔" رالہ نے بچوں کی طرح مچلتے خوشی سے کہا۔

"یار میں نے تم دونوں کو بتایا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ تم دونوں میری دوستیں ہو۔ مگر میں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے بھی اس میں کوئی دلچسپی ہے یا میں اس سے کوئی ریلیشن رکھنا چاہتی ہوں۔" ایلینی نے طریقے سے ان کو آئینہ دکھایا۔

"تو یار اس میں کیا ہے؟ ایک انسان تم سے خود محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ خوبرو ہے، ویل مینرڈ ہے، پڑھائی میں بھی اچھا تھا۔ اور ویسے بھی تم بھی کسی کو پسند نہیں کرتی ہو۔ تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟" ماریا نے اس سے وجہ پوچھی۔

"ماریا فلحال میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سوچا ہے۔ میرا دھیان صرف پڑھائی پر تھا۔ میں نے تم دونوں کو اس وجہ سے بتایا کہ تم دونوں کو علم ہو۔ باقی میرا کوئی مقصد نہیں۔" ایلینی نے ان سے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے امید ہے اب تم دونوں اس بات کو مزید رنگ نہیں دو گی۔"

"ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ جیسا تمہیں مناسب لگے تم ویسا کرو۔" رالہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تسلی دیتے کہا۔

******

الیتھیا (۲۰۲۴)

وہ دونوں سمندر کے کنارے ریت پر بیٹھے تھے۔ لہریں ان کے پاؤں کو چھو کر واپس پلٹ جاتیں۔ آسمان پر سرخ، نارنجی اور گلابی رنگ پھیلے تھے۔ دونوں کی نگاہیں سامنے ڈوبتے سورج پر تھیں۔ ان دونوں کے درمیان تھوڑا فاصلہ تھا اور وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔

الیتھیا نے اسے ٹیکسٹ کیا تھا کہ وہ اُس سے ملنا چاہتی ہے۔ اُس کا خیال تھا کہ اب جب پینٹنگ مکمل ہو پھر ایک بار ہی دونوں کو ایونجیلوز ہومز میں ملنا چاہیے۔ مگر الیتھیا کہتی ہے کہ اسے آج ہی ملنا ہے۔

"تم میرے بارے میں کیا محسوس کرتے ہو؟" الیتھیا نے گفتگو کا آغاز کیا۔

"مطلب؟" اس نے ناسمجھی سے الیتھیا کی طرف دیکھا۔ "میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔"

"اور؟" الیتھیا نے پوچھا۔

"اور یہ کہ آپ ایک اچھی انسان ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ایڈمائر کرنے والی، زندہ دل اور زندگی کے ہر پل کو جینے والی۔" وہ پر سوچ انداز میں بول رہا تھا۔

"بس؟" الیتھیا زخمی سا مسکرائی۔

"اور یہ کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔" اس نے اسی پُرسوچ انداز میں ایک جملہ الیتھیا کی سماعت میں انڈیلا۔ اور الیتھیا کے رخسار نے سورج سے سب رنگ چرا لیے تھے۔ اس کے چہرے سے گلابی، نارنجی، سرخ، ہر رنگ پھوٹ رہا تھا۔

"تم پر یہ انکشاف کب ہوا کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے؟" الیتھیا نے دھیمے سے پوچھا۔

"انکشاف؟" اس نے دہرایا۔

"ہاں! انکشاف، کیونکہ محبت پہلے اندر پنپتی رہتی ہے اور پھر اچانک انسان پر انکشاف ہوتا ہے کہ اسے محبت ہو گئی ہے۔" الیتھیا نے سمندر میں ڈوبتے سورج کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔
"مجھے نہیں علم کہ یہ انکشاف مجھ پر کب ہوا۔ مگر میرا آپ سے میلینا مرکوری کیفے میں ملنا اور پھر آپ کے روم میں پینٹنگ بنانے کا کام ملنا سب مجھے قدرت کا طے شدہ لگتا ہے۔"
اُس نے کہا۔
"آپ جاننا چاہتی تھیں نا کہ محبت کے بارے میں میرا کیا خیال ہے؟"اس نے الیتھیا کے الفاظ دہرائے۔
"محبت میرے لیے ایسی نہیں ہے کہ انسان کو ہو اور اس کے پاؤں زمین پر ہی نہ ٹکیں۔وہ ہوا میں منڈلاتا پھرے۔ اور پھر جب محبت حاصل ہو جائے تو سارا نشہ سمندر کی جھاگ کی طرح بیٹھ جائے۔"
سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا۔
"میرے لیے یہ باقی تمام احساسات کی طرح ایک احساس ہے۔ میں صرف اسے محسوس کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے پیچھے بھاگ نہیں رہا۔ اگر مل گئ تب بھی ٹھیک، نہ ملی تب بھی ٹھیک۔"
الیتھیا خاموشی سے اسے سنے جا رہی تھی۔ الیتھیا کو ایک ہر چیز میں ایک ہارمنی محسوس ہو رہی تھی۔ سمندر کی لہریں، سورج کی کرنیں، ہلکی ہوا اور اس کی سحر زدہ آواز سب ایک لے میں محسوس ہو رہا تھا۔

******

ایلینی صوفیا(۱۹۹۸)

ایلینی جب گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہال میں ریان نیکولاؤس لیپ ٹاپ پر مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے ایلینی کو دیکھا تو حال احوال کے بعد اس کو کافی کی پیشکش کی۔ ایلینی کو کافی حیرت ہوئی۔ اس کے ڈیڈ مصروفیت کے باوجود اس کے ساتھ وقت گزارنا چاہتے تھے۔ وہ کافی بنا کے لائی۔ ایک کپ ان کو سرو کیا اور ایک کپ لے خود بیٹھ گئی۔
"تم نے آگے کا کیا سوچا ہے؟"انہوں نے یوں ہی لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے کہا۔

"میں فلحال کچھ دن گھر پر گزارنا چاہتی ہوں۔" ایلینی نے کہا۔
"گھر پر رہنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ زندگی آگے بڑھنے کا نام ہے۔" انہوں نے ایلینی کو سمجھاتے کہا۔
"میرے بزنس پارٹنر کا بیٹا الیکس ہے جو کہ ایک قابل انسان ہے۔ بزنس کی دنیا میں وہ اگلا کامیاب نام ہوگا۔ جوان ہے، خوبرو ہے، میں چاہتا ہوں کہ اب تمہاری پڑھائی مکمل ہو گئی ہے تو تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔ ایلکس تمہارے لیے بہترین انتخاب ہے۔" تو گیند کوٹ سے باہر نکلی۔
ایلینی جو ان کی تمام گفتگو کا لب باب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اچانک بھڑکی۔
"ڈیڈ! میں اپنے لیے خود ایک اچھے انسان کا انتخاب کر سکتی ہوں۔" جب وہ بولی تو آواز غصے سے کانپ گئی اور وہ اثر نہ دکھا سکی۔
"ایلینی میں نے تمہاری رائے نہیں مانگی۔ تم ابھی ناسمجھ ہو۔ تم اپنے لیے بہتر فیصلہ نہیں لے سکتی۔ میں تمہارا باپ ہوں۔ میں نے ہر طرح کے لوگ دیکھ رکھے ہیں۔ اگر تمہاری نظر میں کوئی دوسرا شخص ہے تو تم اسکا نام لو۔" انہوں نے برہمی سے کہا۔
ان کی رعب دار شخصیت اور برہم تاثرات کی وجہ سے اسے اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ اس کی آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی۔
"ڈیڈ! جو بھی انسان ہو، میں فل وقت شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں۔" وہ یہ ہی کہہ پائی۔
"ایلینی! یہ بچپنا ہے۔ تمہاری الیکس سے ملاقات ہو جائے گی۔ تم کچھ مہینوں کا وقت لے لو۔ پھر تمہارا دماغ خود ہی حقیقت کو تسلیم کرنے لگے گا۔"
وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے لیپ ٹاپ اٹھائے باہر نکل گئے۔
ایلینی وہیں صوفے پر بیٹھے رونے لگی۔ ہر بار اسے نئے سرے سے تکلیف ملتی تھی۔

******

ایلینی صوفیا اسی حالت میں اٹھی اور ایک نمبر ڈائل کرنے لگی۔
"ہیلو!" دوسری طرف سے ایک مصروف مگر نہایت خوبصورت آواز گونجی۔
"میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی تھیں۔ وہ میرے لیے ہر قربانی دے سکتی تھیں۔ مگر وہ

بے بس تھیں۔ وہ چاہ کر بھی اپنی موت نہیں روک پائیں۔ وہ قسمت سے نہیں لڑ سکتی تھیں۔ "الیتھیا نے یوں ہی روتے ہوئے کہا۔
"ایلینی؟؟؟"دوسری جانب سے نہایت متفکر آواز آئی۔
"میں ہر سنڈے چرچ جانے لگی ہوں۔ میں نے ہمیشہ خدا کو پکارا۔ وہ بھی میرا بہت خیال رکھتا ہے۔ مجھے بہت کچھ بغیر مانگے عطا کرتا ہے۔ میری دوستیں مجھ پر جان نچھاور کرتی ہیں۔ زندگی میں بہت سی آسانیاں ہیں۔ "وہ بولے جارہی تھی۔
"ایلینی!"پھر دوسری جانب سے گہری متفکر نرم آواز گونجی۔
"مگر وہ نہیں ملتا جس کی میں دعا کرتی ہوں۔ میرے اندر سے اداسی جاتی ہی نہیں۔ مجھے بہت سے ناحق غم ملے جو میری ذات سے چمٹ گئے۔"وہ روتی رہی۔
"جب میں کسی کو کچھ نہیں کہتی ہوں تو لوگ کیوں میری زندگی کے فیصلے اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اور اگر لیتے ہیں تو خدا کیوں خاموشی سے سب دیکھتا رہتا ہے۔ وہ کیوں کچھ نہیں کرتا ہے؟؟؟"
وہ روتے ہوئے کہتی جارہی تھی۔
"ایلینی! غم زندگی کا حصہ ہیں۔ جب ہم ٹوٹتے ہیں اور درد محسوس کرتے ہیں تو یہی ہمارے انسان ہونے کی دلیل ہے۔"پروفیسر لیو نے نہایت تحمل اور نرمی سے کہا۔
"زمین پر فساد پھیلانے والے لوگ بھی موجود ہیں مگر کوئی ہماری مرضی کے بغیر ہمیں حقیر نہیں محسوس کروا سکتا ہے۔" وہ مزید گویا ہوئے۔
"خدا جلد باز نہیں ہے۔ وہ بردبار اور کام ہے۔ اسے کسی چیز کی جلدی نہیں ہے۔ جلدی تو ہم کرتے ہیں۔ بے صبرے تو ہم ہیں۔"
پروفیسر لیو کی نرم اور متفکر آواز گرم موسم میں سرد جھونکے اور سرد موسم میں لحاف کا کام کرتی تھی۔
وہ کسی یونانی دیوتا کی طرح سر لیو کی پرستش کرتی تھی۔ مگر اس نے ان سے کبھی شادی جیسے تعلق کا سوچا بھی نہیں تھا۔ وہ صرف انہیں محسوس کرنا چاہتی تھی۔ انکو خوش اور مطمئن دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ ان کی دلکش مسکراہٹ ہمیشہ قائم رہے۔ وہ جانتی تھی کہ

تھی کہ وہ ایک عام انسان نہیں ہیں۔ وہ مسیحا تھے۔ خدا نے ان کے لفظوں میں ایسا جادو رکھا تھا کہ وہ غم دور کر دیتے تھے۔ وہ ہر موضوع پر کھل کر بات کر لیتے تھے۔ وہ باہمت انسان تھے۔ وہ نہ ہچکچاتے تھے نہ کسی کے رعب میں آتے تھے۔ مگر ان کے رعب میں سب آجاتے تھے۔

"ایلینی! آپ ٹھیک ہیں؟" پھر فکر سے ڈوبتی آواز گونجی۔

"جی!" وہ بولی۔ "شکریہ!"اس نے آہستہ سے ریسیور رکھ دیا۔

******

الیتھیا(۲۰۲۴)

آج ہفتے کا دن تھا۔ الیتھیا میوزیم میں موجود تھی۔ جب اُسے ایلکس کا پیغام موصول ہوا کہ پینٹنگ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ وہ دیکھ سکتی ہے اپنا کمرہ اور وہ اس کا انتظار کرے گا۔ الیتھیا کو بے پناہ خوشی محسوس ہوئی تھی۔ جب وہ ایونجیلوز ہومز پہنچی تو سب سے پہلے اپنے کمرے میں گئی۔ جب دروازہ کھول کر دیوار کو دیکھا تو دم بخود رہ گئی۔

"بہت ہی شاندار!"اس کی سبز آنکھوں میں ستائش تھی۔

سامنے دیوار پر یونانی دیوتا اپالو پوری شان سے اولیمپس کے پہاڑ پر موجود تھا۔ پیچھے نیلا آسمان تھا جس کا رنگ سورج کی روشنی کی وجہ سے مٹتا محسوس ہوتا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اپالو پہاڑوں سے ابھرا ہو۔

"یہاں سر پر لاریل کے پتوں کا تاج کیوں ہے؟"الیتھیا نے اس سے پوچھا۔

"کیونکہ اپالو کا تعلق شاعری سے تھا۔"اس نے جواباً کہا۔

"اچھا! ہاتھ میں بانسری کیوں موجود ہے؟"اس نے اگلا سوال کیا۔

"یہ موسیقی کو ظاہر کرتی ہے۔"

"اچھا! پیروں میں تیر کمان کیوں پڑے ہیں؟"الیتھیا نے مسکراہٹ دبائے اگلا سوال پھینکا۔

"یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپالو بہترین شکاریوں صلاحیتوں کا مالک تھا۔"اس نے ذہین شاگرد کی طرح جواب دیا۔

پھر پاس ایک بھگی تھی جسے ہنس چلا رہے تھے جن کی نظریں نیچے زمین پر تھیں۔
الیتھیا نے ان طرف اشارہ کرتے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ ایلکس خود بول گیا۔
"یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپالو نوجوان نسل کا سرپرست تھا۔"
پھر الیتھیا کی نظر اپالو کے پیروں پر موجود پائیتھن سانپ پر پڑی۔
"یہ وہ سانپ ہے جو اپالو نے ڈیلفی کے مقام پر مارا تھا۔" ایلکس نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔
"جی میم! کیا اب میں میوزیم آف سٹی آف ایتھنز میں جاب کے لیے سیلیکٹ ہو گیا ہوں؟" ایلکس نے اس سے معصومیت سے پوچھا۔
جس پر الیتھیا نے ایک قہقہہ بلند کیا۔

******

ایلینی صوفیا(۱۹۹۸)

اگست کا مہینہ چل رہا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا اور ایلینی آرام کر رہی تھی۔ جب اس کے نوکیا موبائل پر کال آنے لگی۔ اس نے نیم بند آنکھوں سے فون کان کے ساتھ لگایا۔ وہ ہیلو کہنے کے لیے منہ کھولنے ہی والی تھی جب ماریا کی بے چین آواز گونجی۔
"ہیلو! ایلینی!!!" اس کی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ ایلینی کو فکر ہوئی۔
"کدھر ہو تم؟" ماریا نے اسی بے چین لہجے میں پوچھا۔
"گھر پر ہوں۔ کیوں خیریت؟" ایلینی مکمل بیدار ہو چکی تھی۔
"ایلینی تم فوراً ایوا نجلیسموس جنرل ہاسپٹل پہنچو۔۔۔ جلدی۔۔۔ جس قدر جلدی ہو سکے۔۔۔" ماریا کی اواز بھیگی تھی۔
"مگر بتاؤ تو سہی آخر ہوا کیا ہے؟" ایلینی نے انتہائی بوکھلاہٹ سے پوچھا۔
ماریا نے ایک ہچکی لی۔
"ماریا کچھ تو بولو میرا دل ڈوب رہا ہے۔۔۔۔"
"مجھے دو فون۔" کسی نے ماریا کے ہاتھ سے فون لیا تھا۔

"مجھے دو فون۔"کسی نے ماریا کے ہاتھ سے فون لیا تھا۔
"ایلینی!"رالہ کی آواز گونجی۔"پروفیسر لیو کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔وہ ایوا نجلیسموس جنرل ہاسپٹل میں ہیں۔۔۔ تم جس قدر جلدی ہو سکے آجاؤ۔۔۔اگر واقعی انہیں آخری بار زندہ دیکھنا چاہتی ہو۔۔۔"رالہ بول رہی تھی جس کا اپنے جذبات پر پورا قابو تھا۔
"کیا؟؟؟؟؟"ایلینی کی آواز خلق میں پھنسی۔چند لمحے لگے تھے اسے سنبھلنے میں۔
وہ یونہی فون کان سے لگائے بھاگی۔
کمرے سے نکلی، ہال عبور کیااور داخلی دروازے سے باہر نکلی۔آنکھوں سے سیال بہہ رہا تھا۔
"یہ معتدل مزاج کی ہیں۔"کانوں میں کسی کی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ دلکش آواز گونجی۔
اس نے بھاگتے ہوئے مین گیٹ عبور کیا۔
"جی آپ نے فلسفہ کیوں چنا؟"پھر اس آواز نے پوچھا کیا۔
وہ اب دیوانوں کی طرح مکمل بھاگ رہی تھی۔
"کوئی بات نہیں۔میں انتظار کروں گا چاہے میں بستر مرگ پر ہی کیوں نہ ہوں۔"
وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔ٹانگیں بلکل مفلوج محسوس ہو رہی تھیں۔راستہ تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔
"آپ بولتی نہیں ہیں نا، ہمیشہ خاموش رہتی ہیں۔ایسے دنیا کو کیسے پتا چلے گا کہ آپ کس قدر ذہین ہیں۔آپ سارا علم خزانے کی طرح اپنے پاس رکھیں گی۔"
اس نے ایک اور ہچکی لی۔
فون کی گھنٹی پھر بجی۔رالہ تھی۔وہ پیدل بھاگے جا رہی تھی۔
"تو پھر اس طرح ہمیشہ خاموش رہنے اور بھاگنے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا؟"
اس نے رفتار اور تیز کی۔ پھر وہ ہاسپٹل کے سامنے تھی۔وہ بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔وہ ریسیپشنسٹ کے پاس گئی۔ سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا پوچھے۔
"ایلینی!"کسی نے چینخنے کے انداز میں اس کا نام پکارا۔
وہ پلٹی۔رالہ تھی۔رالہ کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔آنسو تھے۔اس نے ایلینی سے نظریں

نظریں چرائیں اور اسی وقت وہاں سے کچھ لوگ اسٹیچر گھسیٹ کر لے جانے لگے تھے۔ وہاں یونیورسٹی سے بھی کافی افراد موجود تھے۔ ایلینی کی نظر جب سامنے اسٹیچر پر موجود شخص کے چہرے پر پڑی تو وہ سانس لینا بھول گئی۔ اسے لگا ہسپتال کی چھت اس کے اوپر آ لگی ہے۔

"کوئی دکھ اتنا قیمتی نہیں ہے کہ انسان کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہے۔"

اس کے خلق سے چینخ نکلی۔ اسٹیچر پاس سے گزر گیا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی تھی۔ رالہ اور ماریا دونوں بھاگتی ہوئیں اس کی طرف آئیں اور اسے گلے لگا لیا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

"اب سے ایلینی صوفیا خود پر یقین رکھے گی۔ اب ایلینی صوفیا اداس نہیں رہے گی۔ اب ایلینی صوفیا دنیا کی آنکھوں میں انکھیں ڈال کے دیکھے گی۔"

اسے لگا وہ اگلا سانس بھی نہیں لے پائے گی۔ وہ تو انہیں بتا بھی نہ پائی کہ اس نے تبھی خدا کو تلاش کر لیا تھا جب اس نے ان سے بات کر کے ریسیور رکھا تھا۔ اس نے بھاگنا چھوڑ دیا تھا۔ اسے دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا آ گیا تھا۔ مگر وہ انہیں کچھ نہ بتا سکی تھی۔

******

پھر ویسا ہی ایک منظر تھا۔ سب سیاہ لباس پہنے سیمٹری میں موجود تھے۔ ہر طرف سیاہی اور اندھیرا تھا۔ پروفیسر لیو کو سپردِ خاک کر دیا گیا تھا۔

سب کے چلے جانے کے بعد بھی ایلینی وہاں بینچ پر بیٹھی رہی تھی۔ اس نے ماریا اور رالہ کو بھی چلے جانے کا بولا تھا۔ اس نے قبر پر سفید پھول رکھے تھے۔ اس رات وہ کافی دیر سے گھر گئی تھی۔

******

رواں برس مارچ ۱۹۹۹ میں ایلینی صوفیا کی ایلکس سے شادی ہو گئی تھی۔ ایلکس ایلینی کے ڈیڈ کے دعوے کے برعکس بزنس میں کوئی کامیابی نہیں حاصل کر پایا تھا۔ وہ ایک شرابی تھا۔ اس سے کئی عورتوں سے معاشقے تھے۔ ہر وقت گالم گلوچ کرتا تھا۔ اس نے کئی بار ایلینی پر ہاتھ

اٹھایا تھا۔
شادی کے چار سال بعد ۲۰۰۲ میں ایلینی کی گود میں الیتھیا آئی تھی۔ الیتھیا نے اپنی زندگی کے چوداں برس اپنے مام ڈیڈ کو کبھی سکون سے بیٹھ کر بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔ گھر میں ہر وقت لڑائی اور توڑ پھوڑ ہوتی تھی۔ پھر آخر کار ایلینی نے ایلکس سے علیحدگی لے لی تھی۔ ایلکس فرانس منتقل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کبھی یونان نہیں لوٹا تھا۔
صرف اس وقت ایلینی اپنے ڈیڈ سے ملی تھی۔ اور روتے ہوئے بڑی شدد سے کہا تھا کہ وہ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔
اس کے بعد اس کی زندگی میں صرف الیتھیا تھی۔ ماضی کی طرف دیکھتی تو ہر غم مٹ گیا تھا مگر اس کے نشانات ابھی بھی باقی تھے۔ پروفیسر لیو تو لگتا تھا کل ہی بچھڑے ہوں۔ اس نے انکی قبر پر جانے کا سلسلہ ترک نہیں کیا تھا۔ اب چرچ بھی اس کی زندگی کا حصہ تھا۔
الیتھیا نے آرٹ، موسیقی اور کتابوں میں پناہ ڈھونڈ لی تھی۔ اس کی کوئی خاص دوست نہ تھی۔ مگر وہ اپنی مام کی طرح حساس اور کمزور نہ تھی۔ اس نے وقت کے ساتھ خود کو ڈھال لیا تھا۔
صرف ایلکس نے اسے صحیح معنوں میں مکمل کیا تھا۔ اسے زندگی اچھی لگنے لگی تھی۔ رشتوں کی خوبصورتی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ اس کے ساتھ باقی کی اپنی ساری زندگی گزار سکتی تھی۔
یہاں ایلینی صوفیا کے ماضی کا باب بند ہوتا ہے۔

******

حصہ چہارم

(فراق)

الیتھیا اور ایلینی صوفیا رات کے کھانے پر ڈائننگ ٹیبل پہ موجود تھیں جب ایلینی نے الیتھیا سے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جس کے بارے میں الیتھیا کا خیال ہے کہ وہ اسے پسند کرتی ہے۔

"مام! وہ۔ایکچو ئلی۔۔۔۔" دراصل اسے اندازہ نہیں تھا کہ ایلینی صوفیا کا ری ایکشن کیا ہوگا۔

"مام! وہ وہی آرٹسٹ ہے جس نے میرا روم پینٹ کیا تھا۔" الیتھیا نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"واٹ؟ کیا تم اسے پہلے سے جانتی ہو؟" ایلینی نے اس سے پوچھا۔

"نو مام! پہلے صرف ایک سرسری سی ملاقات ہوئی تھی۔" الیتھیا نے بتایا۔

"الیتھیا! تم اس کے بارے میں اور کیا جانتی ہو؟"

"مام! جو بات وہ مجھے بتانا چاہتا ہے بتا دیتا ہے ورنہ میں نے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی۔"

"الیتھیا تم زاریک سے ملی ہو؟ میرا خیال ہے تم دونوں کو ملنا چاہیے۔" ایلینی کے ذہن میں اب بھی زاریک تھا۔

"مام!" الیتھیا روہانسی ہوئی۔ "میں اس سے ملوں گی اور اس بارے میں تفصیلی بات کروں گی۔"

ایلینی صوفیا خاموشی سے کھانے لگیں۔

******

الیتھیا نے اسے ٹیکسٹ کیا کہ وہ صبح اس سے ملنا چاہتی ہے۔ دن بھر تو وہ مینیج نہیں کر سکا تھا مگر اب وہ ڈنر ساتھ کر رہے تھے۔

"میں نے مام کو تمہارے متعلق بتایا ہے۔ آئی مین وہ چاہتی ہیں کہ میں ان کی دوست کے بیٹے زاریک سے شادی کروں۔" الیتھیا نے گفتگو کا آغاز کیا۔ "انہوں نے تمہارے متعلق مزید مجھ سے پوچھا جو کہ میں خود نہیں جانتی ہوں۔"

"ہمم۔۔۔ الیتھیا! میں خود بھی تم سے اس متعلق بات کرنا چاہتا تھا۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "دراصل الیتھیا میں وہ نہیں جو تم سمجھ رہی ہو۔"

الیتھیا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"الیتھیا تمہیں میری بات بہت دھیان سے سننا ہوگی۔ تمہاری ذرا سی غلط فہمی یا بے صبری سے میرے لیے ہزاروں مسئلے کھڑے کر سکتی ہے۔"

الیتھیا خاموشی اور تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"دراصل میرا نام زیاد الہادی ہے۔ میں لیبیا سے ایک پناہ گزین ہوں جو یہاں غیر قانونی طور پر رہ رہا ہے۔ میرے یہاں نو برس ہو چکے ہیں۔"

اس نے الیتھیا کے تاثرات دیکھے مگر وہ بلکل کمپوزڈ دی۔

"الیتھیا! ہم ایک اچھی خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ میرے والدین تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر ۲۰۱۱ کی خانہ جنگی میں میرے والد ہمیں چھوڑ گئے تھے۔ ہم اپنا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا تھا۔ اس وقت میری عمر صرف گیارہ برس تھی۔ ہم۔ بہن بھائیوں کی تعلیم چھوٹ چکی تھی۔ پھر ۱۵ برس کی عمر میں میں اپنے علاقے کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ غیر قانونی یونان آیا تھا۔"

اس نے توقف کیا۔

"مگر یہاں آکر مجھے احساس ہوا کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ مجھے اپنے ملک میں رہ کر کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہیے تھا مگر یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ یہاں جو زلت میں نے برداشت کی میں اپنے ذہن میں بھی نہیں دہرانا چاہتا ہوں۔ مگر یہ عمر الحسن کی ہی مجھ سے نیکی ہے کہ اس نے ایک کمپنی میں مجھے کام دلوایا اور میں اسی رہائش گاہ پر مقیم ہوں۔ اگر وہ نہ ہوتا تو آج پتہ نہیں میں یونان کی سڑکوں پر رُل رہا ہوتا۔"

ریستوران میں موجود لوگوں کی دھیمی دھیمی گفتگو کی آوازیں، سامنے میز پر موجود لذیذ

کھانوں کی خوشبوئیں، زیاد کے ہلتے ہونٹ۔۔۔۔ الیتھیا کو لگ رہا تھا کہ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا ہے۔ اس نے وائن کا گھونٹ بھرا۔ زیاد کا گلاس ویسا ہی ان چھوا پڑا تھا۔

"زیاد! میں فالحال گھر جانا چاہتی ہوں۔ ہم اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔" الیتھیا نے تھکے لہجے میں کہا۔

پھر وہ ایونجیلوز ہومز لوٹ آئی تھی۔

******

اگلے روز زاریک الیتھیا کے میوزیم میں موجود تھا۔ الیتھیا کو کافی حیرت ہوئی۔ اس نے براہِ راست الیتھیا سے بات کی تھی کہ ماریا نے اس سے الیتھیا کے متعلق بات کی تھی اور باقی فیصلہ اس کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ مگر اس کی بھی دلچسپی الیتھیا میں ہے۔ اور وہ واقعی اس سے ریلیشن شپ رکھنا چاہتا ہے۔

الیتھیا نے اس کی بات سنی تھی مگر کوئی رسپانس نہیں دیا تھا۔

******

اس دن کے بعد الیتھیا نے زیاد سے بات نہیں کی تھی۔ اگلی رات ڈنر پر اس نے ایلینی صوفیا کے پوچھنے پر کہا۔

"مام! میں کنفیوز ہوں۔" اس نے ایلینی سے کہا۔

"کیوں؟" ایلینی نے پوچھا۔

"مام! آپ کو اس بات کو راز رکھنا ہوگا۔" اس نے ایلینی سے کہا۔ "مام وہ مسلم ہے۔ وہ لیبیا سے ہے اور تو اور اس لے پاس لیگل کاغذات بھی نہیں ہیں۔"

"واٹ؟" ایلینی کو جھٹکا لگا۔

"مام! آج زاریک بھی میوزیم آیا تھا۔ اس نے کہا کہ اسے ہمارے رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔اس نے کہا کہ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔" الیتھیا نے ایلینی کو بتایا۔

"اب تمہارا کیا خیال ہے؟" انہوں نے الیتھیا سے پوچھا۔

"مام! میری ترجیح اب بھی زیاد ہے۔ اُس نے جیسا مجھے محسوس کروایا ویسا دنیا کا کوئی انسان

مجھے محسوس نہیں کروا سکتا ہے۔ دراصل اس سے مل کر مجھے اپنی زندگی مکمل لگنے لگی ہے۔"
الیتھیا نے واضح اپنی کیفیت بیان کی۔
یہ بھی ایک فرق تھا ایلینی اور الیتھیا میں کہ الیتھیا جو جیسا محسوس کرتی تھی ویسے ہی بیان کر دیتی تھی۔ اس کی سوچ آئیڈیالسٹک تھی مگر اس کے ایکشنز مکمل حقیقت پسندی پر مبنی ہوتے تھے۔
"مام! وہ ایک اچھا انسان ہے۔ اُس کی موجودگی میں میں نے ہمیشہ خود کو محفوظ محسوس کیا ہے۔ اُس نے ہمیشہ مجھے عزت دی ہے مام! اس نے مجھ سے کچھ نہیں چاہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اس نے مجھ سے سچ بولا ہے مام!"
"الیتھیا اس وقت تم جذبات کے زیرِ اثر بول رہی ہو۔ کبھی حقیقت پسندی سے سوچنا کہ تمہارے لیے زاریک اور زیاد میں سے کون بہتر ہے۔" انہوں نے کہا۔ "تم ایک ایسے انسان کا انتخاب کر رہی ہو جس کی کوئی پہچان ہی نہیں ہے۔ جس کا اپنا ملک اپنے شہریوں کے لیے محفوظ نہیں ہے۔ جو چوروں کی طرح ایک غیر ملک میں زندگی گزار رہا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ایک ہیتھن ہے۔"
ایلینی نے بلکل کوئی لحاظ نہ رکھا تھا۔ جس قدر سفاک الفاظ وہ کہہ سکتی تھیں کہہ دیے۔
"مام!" الیتھیا بے بسی سے صرف انہیں پکار ہی سکی۔
"اب جاؤ اپنے کمرے میں اور آرام کرو۔" انہوں نے بات ہی ختم کر دی تھی۔
الیتھیا کمرے میں آئی۔ فون پر زاریک کی کال آ رہی تھی۔ اس نے فون دوڑ بیڈ پر اچھالا۔ سر پر سرہانہ رکھے بے بسی سے آنکھیں میچ لیں۔

******

ایلینی صوفیا آج پھر چرچ میں موجود تھیں۔ ان کے ذہن میں صرف الیتھیا کی آواز گونج رہی تھی۔
"مام! میری ترجیح اب بھی زیاد ہے۔اس نے جیسا مجھے محسوس کروایا ویسا دنیا کا کوئی انسان مجھے محسوس نہیں کروا سکتا ہے۔ دراصل اس سے مل کر مجھے اپنی زندگی مکمل لگنے لگی ہے۔"
"اس کی موجودگی میں میں نے ہمیشہ خود کو محفوظ محسوس کیا ہے۔"

"اس نے ہمیشہ مجھے عزت دی ہے مام!"
ایلینی صوفیا کی آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہا تھا۔
انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ زیاد الہادی الیتھیا کے لیے بلکل ویسے ہی تھا جیسے ان کے لیے پروفیسر لیو تھے۔
تو کیا اگر انہوں نے پروفیسر لیو کو کھو دیا تو کیا اب الیتھیا زیاد الہادی کو کھو دے۔
تو کیا اس کے ساتھ بھی تقدیر وہی دہرائے جو ان کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ ایسا نہیں ہونے دے سکتی تھیں۔
زندگی میں بہت سے لوگ آپ کو چاہتے ہیں۔ آپ سے محبت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔
زندگی ہمیشہ ساتھ جینے کا وعدہ کرتے ہیں۔
مگر آپ کو خود سے محبت کرنا، مسکرانا، اپنے قدموں پر کھڑا ہونا اور زندگی جینا تو پروفیسر لیو اور زیاد الہادی جیسے لوگ سکھاتے ہیں۔
ایلینی صوفیا کے ڈیڈ ان کی زندگی میں وہ مرد تھے جن کا فرض تھا کہ وہ اپنی بیٹی کا ہر موڑ پر ساتھ دیتے۔ اسے جینا سکھاتے اور اسے محبت دیتے۔
الیتھیا کی زندگی میں یہ ایلکس کی زمہ داری تھی۔
مگر یہ خلا پروفیسر لیو اور زیاد الہادی نے پورا کیا تھا۔ ان کا یہ کام نہیں تھا مگر وہ بہترین مرد ثابت ہوئے تھے۔

******

جب وہ چرچ سے باہر آئی تھیں تو انہوں نے سب سے پہلے الیتھیا کو کال ملائی تھی۔ اس سے کہا تھا کہ وہ زیاد الہادی سے بولے کہ وہ رات ان کے گھر ڈنر کرے۔ ان تینوں کو بیٹھ کر بات کرنی چاہیے اور اس مسئلے کا حل نکالنا چاہیے۔ وہ بھی زیاد کی مدد کریں گی تاکہ اسے شہریت مل جائے۔ وہ اپنے بیٹی کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتی تھیں۔
کافی دنوں بعد الیتھیا کو کچھ اچھا محسوس ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔

******

الیتھیا نے زیاد کو کافی پیغامات بھیجے تھے مگر اسے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اس نے کالز بھی کیں مگر نمبر بند جا رہا تھا۔ اب الیتھیا کو فکر ہونے لگی تھی۔ پھر وہ اس سے ملنے اس کی رہائش گاہ پر گئی۔ دروازہ عمر الحسن نے کھولا تھا۔

الیتھیا اندر داخل ہوئی۔

"زیاد کہاں ہے؟ دراصل میں اس سے ملنے آئی ہوں۔ میرا اس سے فون پر رابطہ نہیں ہو پا رہا ہے۔"

"آپ کافی لیں گی؟" عمر نے میزبانی کے آداب نبھاتے پوچھا۔

"نہیں، میں صرف زیاد کا پتہ کرنے آئی ہوں۔" اس نے کافی کی پیشکش کو انکار کرتے کہا۔

"کیا زیاد نے آپ کو کچھ نہیں بتایا ہے؟" عمر نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں! ہماری گفتگو ہوئی تھی اس بارے میں، اس نے مجھے اپنے بارے میں سب بتایا ہے۔ مگر اس دن کے بعد میرا اس سے رابطہ نہیں ہے۔" الیتھیا نے اپنی پریشانی بیان کی۔

"وہ لیبیا واپس چلا گیا ہے۔" عمر نے بم پھوڑا۔

"مگر کیسے؟" الیتھیا نے حیرت سے پھٹی آنکھوں سے کہا۔

"سمندر کے تھرو ہی گیا ہے!" عمر نے بتایا۔

"مگر کیوں؟؟؟ اس نے مجھے بتایا بھی نہیں ہے۔" الیتھیا نے بے یقینی سے کہا

"اس کی ضد تھی۔ میں بھی اسے روک نہیں سکا۔" عمر نے بے بسی سے کہا۔

الیتھیا کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اس نے عمر کو اپنا فون نمبر دیا کہ جوں ہی زیاد سے رابطہ ہو وہ اسے بتائے۔ پھر وہ یونہی خالی الذہنی میں باہر نکل گئی۔ عمر اسے روک بھی نہ سکا تھا۔ وہ اسے کیا کہتا اسے خود کسی سے تسلی کے دو بول سننے کی ضرورت تھی۔

الیتھیا کو نہیں پتا چلا وہ کیسے ایو نجیلوز ہومز پہنچی۔ اس کی آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہا تھا۔ اس نے آخری بار زیاد کی پوری بات بھی نہیں سنی تھی۔ نہ اس سے کوئی بات کی تھی۔ اسے تھوڑا وقت چاہیے تھا۔ اب جب وہ واقعی ہی زیاد سے بات کرنا چاہ رہی تھی تو وہ چلا گیا۔ مگر کیسے؟ اب وہ کب اس سے دوبارہ ملے گی۔ اس سے بات کرے گی۔ اب وہ وقت دوبارہ کب آئے گا۔ اس کا دل پریشان ہونے لگا تھا۔

پھر وہ چرچ آئی تھی۔ وہ گھنٹوں وہاں بیٹھی رہی تھی۔ اس نے تہہ دل سے دعا کی تھی کہ زیاد کا سفر سہل رہے۔ وہ خیر سے اپنے ملک پہنچ جائے۔ پھر وہ خود اس سے ملنے لیبیا چلی جائے گی۔

******

مارچ کی مہینے کا آغاز ہو چکا تھا۔ ماریا کا خیال تھا کہ انہیں کسی تفریحی مقام پر جانا چاہیے۔ زاریک نے اپنی مصروفیات کی بناہ پر انکار کر دیا تھا۔ جبکہ ماریا، رالہ، رالہ کے دونوں ٹونس بچے، ایلینی اور الیتھیا سب پرنیتھا کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں الیتھیا کچھ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ یہ تھا کہ وہ سب سے الگ تھلگ اور خاموش تھی۔ رالہ کے بچوں نے ہائیکنگ کا پلین بنایا۔ وہ الیتھیا کو بھی ساتھ لے جانا چاہتے تھے مگر اس نے انہیں نرمی سے انکار کر دیا۔ الیتھیا کو وہاں پرندوں کی چہچہاہٹ، ہریالی اور پرسکون فضا میں ایک اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا اگر یہاں زیاد اس کے ساتھ ہوتا تو وہ دونوں ابھی گہری فلسفیانہ گفتگو کر رہے ہوتے۔ زیاد کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آگئی تھی۔ پھر اچانک کوئی اس کے پاس آکر بیٹھا۔ جب اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ زاریک تھا۔ اسے حیرانی ہوئی۔

"یہ کیا! تم یہاں.. تم تو مصروف تھے آج، تمہارے کوئی اہم میٹنگ تھی۔" الیتھیا نے اس سے پوچھا۔

"ہاں! میں نے مام سے یہی بولا تھا۔ پھر مجھے لگا مجھے یہ فیملی ٹرپ مس نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے سوچا تمہیں سرپرائز دوں۔" زاریک نے کہا۔

"اچھا!" الیتھیا نے یونہی بغیر کسی تاثر کے کہا۔

"ہمم۔۔۔ تم یہاں سب سے دور اداسی کی دیوی بنی کیوں بیٹھی ہو؟" اس نے الیتھیا سے پوچھا۔

"میں؟ بس یونہی!" الیتھیا نے الجھے لہجے میں کہا۔

وہ سب شام کو گھر لوٹے تھے۔ پہلی بار الیتھیا نے فوٹوگرافی نہیں کی تھی۔ اسے کھانے کا

نہیں آرہا تھا۔ نہ کسی کی کمپنی اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے گھر آکر فون چیک کیا۔ کسی قسم کی کوئی اپڈیٹ نہیں تھی۔ وہ کشن آنکھوں پر رکھے لیٹ گئی۔

******

ایک دن الیتھیا میوزیم میں موجود تھی جب اس کے فون پر ایک اجنبی نمبر سے کال آئی۔ اس نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو!" دوسری جانب سے ایک مردانہ آواز گونجی۔ "میں عمر الحسن بات کر رہا ہوں۔"

"عمر!" الیتھیا نے بے چینی سے نام دہرایا۔ "زیاد کا کچھ پتہ چلا؟"

"ہاں! اس کا پتا چل چکا ہے۔" اس نے کہا۔

"کدھر ہے وہ، کیسا ہے اور اس کا سفر کیسا رہا؟" اس نے ایک سانس میں سب سوال پوچھ ڈالے۔

"کیا آپ مجھ سے مل سکتی ہیں؟" اس نے جواباً پوچھا۔

"ہاں! تم ایسا کرو کہ تم ہماری رہائش گاہ آجاؤ۔" الیتھیا نے بے صبری سے کہا۔

"اوکے!" عمر نے کال کاٹ دی تھی۔

الیتھیا فوراً گھر پہنچی۔ وہ اپنے روم میں جانے کے بجائے وہ باہر مین ہال میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈور بیل بجی۔ الیتھیا نے بھاگ کر دروازہ کھولا۔ سامنے عمر کھڑا تھا۔ اس کی حالت بکھری تھی۔ آنکھیں متورم تھیں۔ الیتھیا کو عجیب سی پریشانی نے آگھیرا۔ اس نے اسے اندر آنے کا بولا۔ وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ اس نے وہ لفافہ وہاں میز پر رکھا۔

وہ بیٹھا نہیں تھا۔

"یہ آپ کی امانت ہے۔ یہ زیاد نے آپ کو دینے کے لیے کہا تھا۔" اس نے میز پر موجود لفافے کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ خود کدھر ہے؟" الیتھیا نے بے چینی سے پوچھا۔

"جہاں تک میری معلومات ہیں تو ترکی کے ایک گمنام سیمیٹری میں۔۔۔" عمر نے اس سے

نظریں چراتے کہا۔
"واٹ؟" الیتھیا مکمل چیخی تھی۔
"اس کی کشتی راستے میں الٹ گئی تھی۔۔۔۔۔" عمر صرف اتنا کہہ سکا۔
الیتھیا زمین پر بیٹھتی چلی گئ۔ اسی وقت ایلینی صوفیا اندر داخل ہوئیں۔ عمر وہاں سے نکل گیا تھا۔
الیتھیا کی نظر جب ایلینی صوفیا پر پڑی تو وہ چیخی۔
"مام!!!!!" ایلینی بھاگ کر اس کی طرف گئیں۔
"الیتھیا! الیتھیا میری جان! کیا ہوا ہے تمہیں؟" انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔
"مام! وہ مجھے چھوڑ کے چلا گیا ہے۔۔۔۔"
انہوں نے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹا۔
"وہ سمندر کی لہروں کی نظر ہو گیا ہے مام۔۔۔۔"
وہ اب زاروقطار رو رہی تھی۔
"وہ اب کبھی واپس نہیں آئے گا مام۔۔۔۔"
"میں اس کے بغیر ساری زندگی کیسے گزاروں گی۔۔۔۔"
ایلینی صوفیا کو تو لگا تھا کہ دو منزلہ ایو نجیلوز ہومز ان کے سر کے اوپر آ گرا ہے۔ جیسے آج سے چھبیس سال پہلے انہیں محسوس ہوا تھا کہ ایوا نجلیسموس جنرل ہاسپٹل کی چھت ان کے سر کے اوپر آ گری ہے۔
تو کیا تقدیر نے وہی کھیل ان کی بیٹی کے ساتھ بھی کھیلا تھا؟
الیتھیا روئے جا رہی تھی۔ انہوں نے اسے اپنے سینے کے ساتھ لگایا جیسے ایک چڑیا اپنے بچوں کو پروں میں سمیٹتی ہے۔ مگر وہ اپنی جان سے عزیز بیٹی کو باز جیسی تقدیر کے ستم سے نہیں بچا سکی تھیں۔

******

تین دن سے الیتھیا اپنے کمرے میں بند تھی۔ اس نے کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ ایلینی صوفیا ہر ممکن اس کا خیال رکھ رہی تھیں۔ وہ پھر اسے نیچے روم میں لے آئی تھیں۔ وہ نہیں چاہتی

تھیں کہ اس کی نظر دیوار پر موجود پینٹنگ پر پڑے اور اسے مزید تکلیف ہو۔ اس طرح وہ ان کے قریب بھی ہو گی۔

مگر وہ الیتھیا تھی۔ وہ ایلینی صوفیا سے مختلف تھی۔ چوتھے دن اٹھی۔ فریش ہوئی، اپنا نفیس سا ایک لباس زیب تن کیا۔ معمول کے مطابق ناشتہ کیااور میوزیم چلی گئی۔

پھر وہ واپس اپنے روم میں شفٹ ہو گئی تھی۔ بقول اس کے وہ پینٹنگ اس کے لیے درد نہیں بلکہ مرہم کا کام کرتی ہے۔ وہ مکمل چپ تھی، مسکراتی نہیں تھی۔ مگر معمول کے مطابق بی ہیو کرنے لگ گئی تھی۔

عمر الحسن ترکی روانہ ہو چکا تھا۔ وہ یوں ایک گمنام سیمیٹری میں بغیر نمازِ جنازہ کے کیسے اپنے دوست کو دفن ہونے دے سکتا تھا۔ شاہد وہ اسے لیبیا لے جائے یا یونان وہاں دفن کرے۔ اس کی کوشش اور نیت اپنی جگہ مگر شاید ہی اب ایسا ممکن تھا۔

الیتھیا نے زاریک سے کہا تھا کہ وہ لیبیا جانا چاہتی ہے۔ وہاں کے کچھ میوزیم وزٹ کرنا چاہتی ہے۔ یہ اس کی جاب کے حوالے سے ضروری تھا۔ کیونکہ جیسے لیبیا کے حالات تھے عام لوگوں کے لیے وہاں جانا مشکل تھا۔ تو وہ اس سے کہتی ہے کہ وہ ایک بزنس ٹرپ ارینج کرے۔ وہ مان جاتا ہے۔ مگر اسے علم نہیں تھا کہ الیتھیا وہاں زیاد کا وطن دیکھنا چاہتی ہے۔ وہ جگہ جہاں اس نے اپنی زندگی کے ۱۵ سال گزارے تھے۔ اس کی ماں سے ملنا چاہتی تھی جس نے اپنے بیٹے کی اتنی اعلیٰ تربیت کی تھی۔ اس کی چھوٹی معصوم بہنوں سے ملنا چاہتی تھی۔

وہ اب بھی میلینا مرکوری کیفے جاتی تھی اور خاص اپنے لیے وہی مخصوص ٹیبل بک کرواتی تھی۔ وہ اچانک کبھی کبھی اس کی رہائش گاہ والی ویران گلیوں میں گھومتی رہتی تھی۔ مگر کبھی الوپیہ کیفے سورج غروب ہوتے نہیں دیکھنے گئی تھی۔ یہاں اسے لگتا اس کے صبر کا بند بہہ جائے گا۔

ایک شام وہ ساحلِ سمندر کے پاس موجود تھی جہاں اُس نے الیتھیا سے محبت کا اظہار کیا تھا۔ اس نے اس کا لفافہ کھولا۔

اس میں کور میں موجود کوئی کتاب تھی شاہد۔ ساتھ ایک خط تھا۔ اس نے وہ خط کھولا۔

"الیتھیا!

"مجھے لگتا ہے کہ آپ کی وہ لسٹ جو آپ اپنے پسندیدہ شخص کے بارے میں جاننا چاہتی تھیں تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔
وہ کون سی سوچ ہے جو میں سونے کے لیے لیٹتے وقت آنکھیں بند کروں تو مجھے ستاتی ہے ؟
"ہمم۔۔۔ اپنی ماں کا چہرہ ذہن میں آتا ہے۔ اپنی دو معصوم بہنوں کی یاد آتی ہے۔ جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اس کے بعد یہ بھی فکر ہوتی تھی کہ آپ کو ناراض کر دیا ہے۔ اب آپ شاید ہی مجھ سے کوئی تعلق رکھیں۔ مگر میرے لیے آپ کا ہر فیصلہ قابلِ احترام ہے۔ آپ کی محبت موت تک میرے دل میں رہے گی۔
یہ وہ کتاب میں نے آپ کو تحفے میں تھی جس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ میں یہ واحد کتاب سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ زندگی میں ایک بار اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔
جب آپ نے ایک دعوت پر ہمارے غریب خانے کو رونق بخشی تھی تو وہ تمام لیبیا کے روایتی کھانے تھے جن میں الکسکس، طاجین، اور البسبوسة شامل تھے۔ وہ زندگی کا اپنی ماں کے ہاتھوں کے بعد سب سے لذیذ کھانا تھا کہ آپ میری ہمراہی میں تھیں۔
جب ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی میلینا مرکوی کیفے میں تو وہ مجھ سے گاڑی ایک دوسری کسی یونانی شخص کی گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔ میں پولیس سے بچتے اس کیفے پہنچا تھا جہاں آپ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ اس سے پہلے مجھے علم نہیں تھا کہ حادثے بھی اس قدر خوبصورت اور معجزاتی ہو سکتے ہیں۔
اور۔۔ آخری بات۔۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ زاریک سے شادی کر لیں۔ وہ ایک کامیاب بزنس مین ہے اور ایک اچھا انسان ہے۔ وہ ہمیشہ آپ کو خوش رکھے گا۔ میری دعا ہے کہ آپ جس کے ساتھ بھی ہوں ہمیشہ خوش رہیں۔"
ناچیز
زیاد الہادی!
الیتھیا نے آہستہ سے خط تہہ کیا۔ لبوں کو سختی سے آپس میں جوڑا اور پھر ایک گہرا سانس لیا۔ آنکھوں کو نم ہونے سے تو نہ بچا پائی مگر آنسو گرانے سے خود کو باز رکھا۔ سورج آہستہ آہستہ

غروب ہو رہا تھا۔ اچانک وہ بے تحاشا روئی۔ آج بھی اس کے چہرے پر سرخ، گلابی اور زرد رنگ تھے مگر یہ مسرت کے وہ رنگ نہ تھے جب اس نے زیاد الہادی کے ساتھ مل کر اتوپیہ کیفے سے سورج غروب ہوتا دیکھا تھا۔ نہ یہ حیا کے وہ رنگ تھے جب عین اسی مقام پر زیاد الہادی نے اِس سے محبت کا اظہار کیا تھا۔ بلکہ یہ گریہ وزاری کی وجہ سے اس کے چہرے پر زبردستی کے ان چاہے رنگ تھے کہ اب زیاد الہادی اس کے ساتھ نہیں تھا۔
وہ اٹھی، اپنے کپڑے جھاڑے اور ایو نجیلوز ہومز کی طرف لوٹنے لگی جہاں ایلینی صوفیا اس کا انتظار کر رہی ہوں گی۔

******